آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ✤ لو تمھیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ | بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء | نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

چندہ سالانہ ؏

علاوہ محصولڈاک ؏

فہرست مضامین

رسول کے نام سے پکارا گیا ہو کیونکہ شریعت اسلام میں رسول کی اصطلاح کا مفہوم پورا نہیں
تک خدائی سند ساتھ نہ ہو۔ یہی حال ہے لفظ نبی کا۔ کوئی شخص شریعت کی اصطلاح
میں نبی نہیں کہلا سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مامور کی حیثیت میں بکثرت ہم خبریں پاکر لوگوں
تک نہ پہنچاوے اور جب تک اللہ تعالیٰ کے کلام میں اسکے متعلق صریح طور پر نبی کا لفظ نہ آیا ہو
اسی طرح اسلام میں کفر اور ایمان کے الفاظ کے معنی ایک خاص دائرہ میں محدود ہو گئے ہیں
اور وہ یہ کہ شریعت اسلام میں کافر اسکو کہیں گے جو اسلام کے ان اصولوں میں سے جن پر اسکی

٭ یہ معنی ان الفاظ کی اصل یعنی روٹ کی بنا پر ہیں ورنہ ویسے تو انکی تشریح میں لغت بھی اصطلاحی معنوں کا ذکر کرتی ہے۔ منہ

بنا ہے کسی ایک کا انکار کر دے اور مومن وہ ہے جو ان تمام اصول پر ایمان لے آوے۔
اسلام نے جو مذہب کے پانچ اصول بتائے ہیں وہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان ملائکہ پر ایمان اللہ
کے رسولوں پر ایمان اسکی کتابوں پر ایمان اور یوم آخر پر ایمان۔ ان پانچ اصولوں میں سے اگر کسی ایک
کا بھی کوئی منکر ہو جاوے تو وہ تمام فرقہ ہائے اسلام کی نظر میں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج
ہے پس مومن بننے اور کہلانے کیلئے یہ ضروری ہو گیا کہ ان پانچ اصول پر ایمان لایا جاوے جن کو اسلام
نے ایمان کی شرط قرار دیا ہے یہ ہے ایمان اور کفر کی تعریف جو اسلام نے ہم کو سکھائی ورنہ لغوی
معنوں کے لحاظ سے تو شیطان کا انکار کرنیوالا بھی کافر ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے
مومنوں کی نسبت فرمایا من یکفر بالطاغوت لیکن یہ کفر وہ ہے جسکی نسبت ایک مومن بڑی
دلیری کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ع گر کفر این بود بخدا سخت کافرم۔ پس اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا

ہر انکار پر بولا جائیگا خواہ وہ اللہ کا انکار ہو اور خواہ شیطان کا مگر اصطلاحی طور پر کافر صرف
شخص کو کہیں گے جو ایمان کے پانچ اصولوں میں سے کسی اصل کا انکار کردے۔ اس جگہ چونکہ
صرف ایمان بالرسل کی بحث ہے اس لیئے ایمان کے اصولوں میں سے صرف اسی اصل پر
بحث کیجائیگی۔ سو واضح ہو کہ ایمان بالرسل کے یہ معنی نہیں کہ صرف مسئلہ رسالت کو حق مان لیا جاوے
بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ایک رسول پر ایمان لایا جاوے۔ مومن کا فرض ہے کہ
ہر ایک ایسے شخص کو قبول کرے جسکو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ کسی ایک رسول
کا منکر ایمان کی شرائط میں سے ایک نہایت ضروری شرط کو توڑنے والا اور خدائی حکومت سے

خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرنیوالا ہے یہی وجہ ہے کہ گو یہود مسیح ناصری سے پہلے کے انبیاءؑ
اور مرسلین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتے تھے لیکن مسیح کے انکار کی وجہ سے وہ
ایسے دُور پھینکے گئے اور اللہ تعالیٰ کا وہ غضب انپر نازل ہوا کہ آج کے دن تک انکی قوم
دنیا میں ذلت اور قہر کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور مسلمان تو خاصکر انکو مغضوب علیہم کے نام
سے یاد کرتے ہیں۔ اس کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصل
یعنی ایمان بالرسل کو چھوڑا اور اسکو بھی پوری طرح نہیں چھوڑا بلکہ وہ بہت رسولوں پر ایمان لاتے
تھے اور خاصکر حضرت موسیٰؑ جو صاحبِ شریعت نبی تھے انکی غلامی کا تو انکو خاص فخر تھا مگر
صرف مسیحؑ کے انکار سے انپر لعنت کی مار پڑی اور موسیٰؑ جیسے عظیم الشان نبی کی طرف منسوب
ہونے کے باوجود بھی انکو کافر کا خطاب دیا گیا اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ خدا کے رسولوں

دنیا میں ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور مسلمان تو خاص کر انکو مغضوب علیہم کے نام
سے یاد کرتے ہیں۔ اس کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصل
یعنی ایمان بالرسل کو چھوڑا اور اسکو بھی پوری طرح نہیں چھوڑا بلکہ وہ بہت رسولوں پر ایمان لاتے
تھے اور خاصکر حضرت موسیٰؑ جو صاحبِ شریعت نبی تھے انکی غلامی کا تو انکو خاص فخر تھا مگر
صرف مسیحؑ کے انکار سے انپر لعنت کی مار پڑی اور موسیٰؑ جیسے عظیم الشان نبی کی طرف منسوب
ہونے کے باوجود بھی انکو کافر کا خطاب دیا گیا اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ خدا کے رسولوں
کو نظر استخفاف سے دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نام کو روشن کرنے کے
لیئے دنیا میں آتے ہیں پس جو انسے جنگ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نام کو مٹانا چاہتا ہے اسلیئے
خود اسکا نام و نشان صفحۂ روزگار سے مٹا دیا جاتا ہے۔ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض نبی تو ماننے
کے قابل ہوتے ہیں مگر بعض نعوذ باللہ اس قابل نہیں ہوتے کہ انپر ضرور ایمان لایا جاوے ایک
لعنتی خیال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مرسلین نبی یا رسول ہونے میں ایک دوسرے کے برابر ہوتے
ہیں اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے لا نفرق بین احد من رسلہ ۔ خداوند کریم
نے نبوت کو ایک سلسلہ کے طور پر اسی لیئے رکھا ہے کہ تا الٰہی نور ایک خاص وقت میں محدود نہ
ہو جاوے بلکہ مختلف زمانوں اور مختلف مقاموں میں اس کا ظہور ہو کیونکہ جس طرح ہر ایک دن
کے بعد رات کا آنا ضروری ہے اسی طرح ہر ایک نبی کے بعد جسکے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف
سے دنیا پر نور کا نزول ہوتا ہے ایسے زمانے کا آنا بھی ضروری ہے جو اندھیرے سے مشابہت
رکھتا ہو یہ اس لیئے ہے کہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھدی ہے کہ وہ پرانے خیالات
اور جذبات کو کمزور کرتا چلا جاتا ہے جیسے دیکھو آج اگر ایک عورت کا جوان بیٹا مر جاوے تو وہ
اسکے صدمہ میں اسقدر غم و الم کا اظہار کرے گی کہ بس قریب ہے کہ اپنے آپکو ہلاک کر دے
لیکن ایک عرصہ کے بعد غم کا اثر اسکے دل پر سے کم ہوتا چلا جائے گا حتیٰ کہ ایک دن آئیگا کہ وہ

ہدایت سے محروم رہتا ہے جسکو اسکی بدبختی نفس نے جہنم کے لیئے تیار کیا ہو کیونکہ ہر نبی کی بعثت
کے وقت اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ تمام ان روحوں کو جن میں سعادت کا کوئی مادہ ہو ایک
جگہ جمع کرے پس یہ یقینی اور قطعی طور پر یقینی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کسی مامور کی مخالفت پر مرتا
ہے وہ سعادت کے مادہ سے بالکل خالی ہوتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہ کرتا۔ چونکہ تمام مرسلین
ایک ہی رنگ میں ہوتے ہیں اسلیئے یہ کہنا صحیح ہے کہ اگر موسیٰؑ کو نہ ماننے والے عیسیٰؑ کا وقت
پاتے تو اس کا بھی انکار کرتے اور اگر وہ نبی کریم کے زمانہ میں پیدا کیئے جاتے تو آپ کی مخالفت
پر بھی کمربستہ ہو جاتے۔ اسی طرح ایمان لانے والوں کا حال ہے۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا
کہ نبی کریم صلعم کے زمانہ کے مسیحی لوگ حقیقت میں مسیحی نہ تھے بلکہ وہ صرف اس لیئے مسیحی کہلاتے تھے
کہ انکے آباؤ اجداد مسیح کے متبع تھے ورنہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک واقعی مسیحی ہوتے تو ضرور تھا کہ
انکے پاس منہاج نبوت کا پورا علم ہوتا اور وہ نبی کریم کی آواز پر فوراً لبیک کہہ اٹھتے۔ اسی طرح وہ
جنہوں نے عیسیٰؑ کا انکار کیا درحقیقت موسیٰؑ کے پیرو نہ تھے بلکہ صرف اسمی اور رسمی طور پر موسےؑ
کی جماعت میں داخل تھے اور ایمان انکے دل سے پرواز کر چکا تھا ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان کو
مسیحؑ پر ایمان لانے کی توفیق نہ ملی غرض یہ ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر سمجھ لینا چاہیئے کہ
جو اللہ تعالیٰ کے ایک مامور کا انکار کرتا ہے وہ اگر دوسرے کسی مامور کے زمانے میں ہوتا تو
ضرور اس کا بھی انکار کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام مرسلین منہاج نبوت پر پرکھے جاتے ہیں اور
ہر ایک زمانے میں انکے شناخت کرنے کا طریق ایک ہی ہوتا ہے پس وہ جسکے معیار کے

مَیں ازلی شقی ہوں مجھ میں نورِ نبوت کا حصّہ نہیں۔

یہی عقیدہ میرا ایمان باللہ کے متعلق ہے۔ صرف خدا کی ذات کا قائل ہوجانا اور اس پر ایمان لے آنا انسان کو نجات نہیں دلا سکتا کیونکہ نجات کے لیئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسکے تمام صفات کے ساتھ متصف مانا جاوے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خدا کا قائل ہو لیکن اس نے اپنے خدا کو ایسی صفات دے رکھی ہوں جن سے اسکی ذاتِ پاک پر کوئی دھبہ آجاوے یا جو اسکے نورانی چہرہ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے والی ہوں مثلاً ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خدا کو واحد لاشریک جانے لیکن اسکے خیال میں سورج ہی خدا ہو یا اس کا ایمان ہو کہ روحیں سب انادی ہیں خدا کوئی روح پیدا نہیں کرسکتا یا اسکا ایمان ہو کہ خدا اپنے فضل کے ساتھ نجات نہیں دے سکتا یا اسکا یہ ایمان ہو کہ خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں تو لاریب ایسا شخص خدا کی ذات کا تو قائل ضرور ہے مگر اسکو اسکی تمام صفات کے ساتھ متصف نہیں مانتا اس لیئے یہ کہنا جائز ہوگا کہ ایسے شخص کا اللہ پر ایمان نہیں ہے کیونکہ اللہ نام ہے اُس ذات کا جو تمام صفاتِ حسنہ سے متصف اور تمام عیوب سے پاک ہے اور چونکہ اُن لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں سب سے بڑا فرض اور کام اللہ تعالیٰ کے روشن چہرہ کو دنیا پر ظاہر کرنا ہوتا ہے اس لیئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص کسی مامور من اللہ کا انکار کرتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی مرسل کو مبعوث نہیں فرماتا

جب تک اس کے اپنے چہرہ پر اہل دنیا کی نظر میں کوئی گرد نہ آجاوے اور جب تک اس کی صفات

کھڑا کیا گیا تا وہ صدیوں کی میل کو خدا کے چہرہ سے دھوڈالے اور اسکی صفات کاملہ کا لوگوں کے
دلوں پر نئے سرے سے نقش پیدا کرے تا کہ وہ مئے توحید سے سرشار ہوں اور دنیائے فانی سے
دل چھڑا کر اُس ذاتِ پاک سے لو لگائیں جس کا دامن تمام گندوں سے یک قلم رہائی بخشتا
ہے غرضیکہ ہر ایک نبی کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں کامل اور حقیقی توحید کو قائم کرے اس لئے
وہ جو کسی نبی کی مخالفت کرتا ہے اس کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ توحید کی مخالفت کرتا ہے یہی وجہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کے انکار کو خود اپنے انکار کے طور پر پیش کیا ہے جیسا کہ کفار کی صفت میں آیا ہے
یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ یعنی وہ اللہ اور اسکے رسولوں میں تفریق کرنا چاہتے ہیں مطلب
یہ کہ انکا یہ خیال ہوتا ہے کہ رسولوں پر ایمان لانے کے بغیر انسان توحید پر قائم ہو سکتا ہے حالانکہ
یہ بالکل غلط ہے۔

اب یہ دونوں اصول بالکل صاف ہیں اول یہ کہ ایک مامور من اللہ کا انکار حقیقت میں سب
ماموروں کا انکار ہوتا ہے کیونکہ وہ دنیا میں ایک ہی رنگ پر آتے ہیں اور ایک ہی تعلیم دنیا کے
سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کا وہی انکار کرتا ہے جو گذشتہ مامورین پر ایمان لانے کے دعوے
میں جھوٹا ہوتا ہے اور یہ اصول میرے اپنے دماغ کا اختراع نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود اسکو
قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ نوح کے منکرین کے متعلق آتا ہے کہ کذبت قوم نوح

ن المرسلین حالانکہ نوحؑ کی قوم نے تو صرف نوح کا ہی انکار کیا تھا لیکن چونکہ خدا کے نزدیک
ایک مامور کا انکار حقیقت میں سب ماموروں کا انکار ہے اس لیئے نوحؑ کے واسطے المرسلین

ایک مامور کا انکار حقیقت میں سب ماموروں کا انکار ہے اس لیئے نوحؑ کے واسطے المرسلین کا لفظ بولا گیا۔ فتدبر

دوسرا اصول یہ کہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو ایک مامور کا انکار خود ذات باری تعالیٰ کا انکار ہے کیونکہ منکر خواہ زبان سے توحید کے قائل ہونے کا ہزار دعویٰ کرے لیکن دراصل وہ توحید کا دشمن ہے اور اسکے دل میں شرک پوشیدہ ہے کیونکہ وہ اُس شخص کی مخالفت پر کھڑا ہوا ہے جو دنیا میں توحید کے پھیلانے کے لیئے بھیجا گیا اس اصول کو حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی وضاحت کے ساتھ عبدالحکیم خاں مرتد کے جواب میں قرآن شریف کی آیات سے ثابت کیا ہے اور اسپر بڑی سیر کن بحث کی ہے (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۵ تا ۱۳۰)

اب ان دونوں اصولوں کو اچھی طرح صاف کر دینے کے بعد مَیں اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور وہ یہ کہ کیا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ مرسلِ یزدانی پر ایمان لانا ضروری نہیں؟ سو واضح ہو کہ مسیح موعودؑ اس زمانہ میں مبعوث کیا گیا جب دنیا میں چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تھا اور بر و بحر میں ایک طوفانِ عظیم برپا ہو رہا تھا۔ مسلمان جن کو خیر الامت کا خطاب ملا تھا نبی عربی کی تعلیم سے کوسوں دور جا پڑے تھے وہ عبادت کی راہیں جن پر قدم مارتے سے پہلوں نے خدا کے دربار تک رسائی حاصل کی تھی حقارت اور استخفاف کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں شرک جسکے خلاف سارا قرآن بھرا پڑا ہے مسلمانوں کے حرکات اور سکنات سے کھلے کھلے طور پر ظاہر ہو رہا تھا۔ پیر سے محبت کیجاتی تھی اور اسپر وہ بھروسا کیا جاتا تھا جو خود ذات باری تعالیٰ کے شایان شان ہے۔ قبروں پر جا کر سجدے کیئے جاتے تھے۔ شرابخوری زناکاری اور قماربازی کا میدان گرم تھا۔ مسلمانوں کی تمام سلطنتیں تباہ ہو چکی تھیں اور دو تین جو رہی سہی باقی تھیں انکا یہ حال ہو رہا تھا کہ اسلام کے لیئے بجائے فخر ہونا تو بجائے خود رہا اسکے لیئے جائے عار ہو رہی تھیں ادھر اسلام کا وجود خود بیرونی حملوں کا اسقدر شکار ہو رہا تھا کہ خیال کیا جاتا تھا

اب ان دونوں اصولوں کو اچھی طرح صاف کر دینے کے بعد میں اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور وہ یہ کہ کیا اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ مرسلِ یزدانی پر ایمان لانا ضروری نہیں؟

واضح ہو کہ مسیح موعودؑ اس زمانہ میں مبعوث کیا گیا جب دنیا میں چاروں طرف اندھیر اچھا گیا تھا اور بر و بحر میں ایک طوفانِ عظیم برپا ہو رہا تھا۔ مسلمان جن کو خیر الامت کا خطاب ملا تھا نبی عربی کی تعلیم سے کوسوں دُور جا پڑے تھے وہ عبادت کی راہیں جن پر قدم مارنے سے پہلوں نے خدا کے دربار تک رسائی حاصل کی تھی حقارت اور استخفاف کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں شرک جسکے خلاف سارا قرآن بھرا پڑا ہے مسلمانوں کے حرکات اور سکنات سے کھلے کھلے طور پر ظاہر ہو رہا تھا۔ روپے سے محبت کیجاتی تھی اور اسپر وہ بھروسا کیا جاتا تھا جو خود ذات باری تعالیٰ کے شایانِ شان ہے۔ قبروں پر جا کر سجدے کیئے جاتے تھے۔ شراب خوری زناکاری اور قمار بازی کا میدان گرم تھا۔ مسلمانوں کی تمام سلطنتیں تباہ ہو چکی تھیں اور دو تین جو رہی سہی باقی تھیں انکا یہ حال ہو رہا تھا کہ اسلام کے لیئے بجائے فخر ہونا تو بجائے خود رہا اسکے لیئے جائے عار ہو رہی تھیں ادھر اسلام کا وجود خود بیرونی حملوں کا اسقدر شکار ہو رہا تھا کہ خیال کیا جاتا تھا کہ بس یہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گندے سے گندے اعتراض کیئے جاتے تھے آپکے ازواج مطہرات کو مختلف قسم کے الزامات کا نشانہ بنایا

جا رہا تھا۔ دجال نے پورے زور کے ساتھ خروج کیا تھا یاجوج ماجوج کی فوجیں ہر ایک اونچی جگہ سے اُمڈی چلی آتی تھیں اسلام عیسائیت کے پاؤں پر جان کنی کی حالت میں پڑا تھا اور دہریت اپنے

متم نورہ ولو کرہ الکافرون ذلیل اور خوار کیئے گئے فاعتبروا یااولی الابصار
آہ۔ کیا یہ مسلمانوں کے لیئے شرم کے مارے ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ مسیح موعودؑ کی سب سے
زیادہ مخالفت انہوں نے کی۔ کیا انکو اسلام نے یہی تعلیم دی تھی کہ وہ جسکی عمر کا ایک ایک منٹ
اسلام کی خدمت میں گذرتا ہے اسکو اسلام کا دشمن قرار دیا جاوے اور اسکو کافر کے نام سے پکارا
جائے۔ مسیح موعودؑ سے پہلے تو ان لوگوں کے ایمان کا حال صرف خدا کو معلوم تھا کیونکہ وہ اُس زمین
کی مانند تھے جو اپنے اندر کوئی بیج لیئے ہوئے ہو اور بارش نے ابھی اس بیج کو کسی پودہ کی شکل میں
ظاہر نہ کیا ہو لیکن مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد انکے دلوں کا سارا گند باہر آگیا اور یہ صاف طور پر
ظاہر ہو گیا کہ جیسے عیسیٰؑ کے زمانہ کے لوگ باوجود تورات کے حامل ہونے کے درحقیقت موسیٰؑ کے
پیرو نہ رہے تھے اور جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے عیسائی صرف نام کے عیسائی
تھے ورنہ عیسیٰؑ ان سے بیزار تھا اور وہ عیسیٰؑ سے بیزار۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کا وقت پانیوالے
مدعیانِ اسلام اس مذہب سے بہت دُور جا پڑے تھے جس مذہب کو فاران کی چوٹیوں پر سے
اُترنے والا آج سے تیرہ سو سال پہلے دنیا میں لایا۔ سچ ہے اگر مسلمان اسلام پر قائم ہوتے
تو کیا ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعودؑ کو بھیجتا جس نے آکر بھائی سے بھائی کو جدا کر دیا اور
باپ سے بیٹے کو۔ اور بظاہر اسلام میں ایک نئے تفرقہ کی بنیاد قائم کر دی مگر نہیں اللہ تعالیٰ جو
دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے خوب جانتا تھا کہ ایمان دنیا سے مفقود ہے اور اسلام صرف
زبانوں تک محدود۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے کہ لو کان الایمان معلقاً
بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ مخبر صادق نے پہلے سے ہی یہ خبر دے رکھی تھی
کہ ایک وقت آئیگا جب ایمان دنیا سے اٹھ جائیگا تب اللہ تعالیٰ ایک فارسی النسل کو کھڑا
کریگا اور وہ نئے سرے سے لوگوں کو اسلام پر قائم کرے پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مخبر صادق

Kalma-tul-Fasal....

کو ایک جھوٹی خبر دینے والا یقین کریں اُس نے جو کہا سچ کہا ایمان واقعی ثریا پر چلا گیا تھا مسیح موعودؑ

اسے پھر دنیا میں لایا پس وہ جس نے مسیح موعودؑ کا انکار کیا اس نے مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا بلکہ

13

اس نے اُس ایمان کے لینے سے انکار کیا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لایا تھا اور وہ جس نے مسیح موعودؑ کو مان لیا اس نے اس ایمان کو حاصل کیا جو دنیا سے مفقود ہو چکا تھا۔ کیونکہ حدیث مذکورہ بالا صاف طور پر بتا رہی ہے کہ دنیا ایمان سے خالی ہے پس ہم اس شخص کو اب کس طرح مومن کہیں جو اُس ایمان کے لینے سے انکار کرتا ہے جسے مسیح موعودؑ ثریا سے اُتار کر دنیا میں لایا ہے کیونکہ وہ وہی ایمان ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے عرب کے ملک کو منور کر چکا ہے۔ فتدبّر

اب اُن دو اصولوں کو لو جن کا میں اوپر ذکر آیا ہوں اور وہ یہ کہ اول ہر مامور کا انکار تمام ماموروں کا انکار ہے کیونکہ ایمان ایمان کی وجہ سے نصیب ہوتا ہے پس وہ جو امام وقت کا انکار کرتا ہے اُسے پہلوں پر بھی کامل ایمان نہیں یا یوں کہو کہ انکار کرنیوالا چونکہ سعادت کے مادہ سے خالی ہے اس لئے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے کسی اور مرسل کے زمانہ کو پاتا تو اس کا بھی یقیناً انکار کرتا کیونکہ ہر ایک مرسل منہاج نبوت پر پرکھا جاتا ہے پس وہ جسکے معیار کے مطابق مسیح موعودؑ ایک نعوذ باللہ جھوٹا مدعیٔ رسالت ہے کس بنا پر محمد صلعم کی رسالت کو سچا جان سکتا ہے اور کس طرح عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کو خدا کے رسول مان سکتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے خواہ زبان سے ہزار دعویٰ کرے۔ لہٰذا یہ یقینی اور قطعی طور پر یقینی ہے کہ اگر اس زمانہ کے یہودی صفت مسلمان نبی کریمؐ کے وقت میں پیدا کیے جاتے تو آپکے ساتھ بھی وہی سلوک کرتے جو انہوں نے اِس زمانہ کے رسول کے ساتھ کیا اور اگر وہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا زمانہ پاتے تو

کو نہیں دیکھ سکی وہ اندھی ہے کسی اور نور کو بھی نہیں دیکھ سکتی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس
اصل کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ مخالفوں کا ذکر کرتے ہوئے اربعین صفحہ ۲۳ پر فرماتے ہیں کہ
"ایسا شخص اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتا تو آپ کو بھی نہ مانتا اور اگر حضرت عیسیٰؑ
کے زمانہ میں ہوتا تو انکو بھی قبول نہ کرتا" پس مخالفین کا یہ دعویٰ کہ ہم مسلمان ہیں ایک زبانی
دعوی ہے ورنہ اگر انہوں نے رسول عربیؐ کو درحقیقت پہچانا ہوتا تو انکی آنکھ مسیح موعودؑ کے
پہچاننے میں دھوکا نہ کھاتی کیونکہ مسیح موعودؑ اپنے آقا کے لباس میں دنیا پر اترا ہے۔ پس وہ
صرف اس لئے مسلمان ہیں کہ وہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ورنہ اسلام سے ان کو کوئی

سروکار نہیں۔ کیا کوئی احمد کا نام لیوا اس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ اگر اس زمانہ کا بڑا منکر تیرہ
سو سال پہلے عرب میں پیدا کیا جاتا تو ابوجہل سے جہالت میں کم رہتا اور کیا اگر اس زمانہ کا مرتد
پٹیالوی رسول عربیؐ کے وقت کو پاتا تو مسیلمہ کذاب کی طرح آپ سے غداری نہ کرتا؟ دوستو! جہاں
تم نے احمد کو محمد کا کامل بروز مانا ہے وہاں احمد کے منکرین کو محمد کے منکرین کا کامل بروز
مانتے ہوئے تمھیں کونسی بات روکتی ہے۔ اور پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ
کی دو بعثتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آتا ہے ھو الذی بعث فی الامیین
رسولاً یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ و اٰخرین منھم لما
یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم - اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا
ہے کہ جس طرح نبی کریمؐ کو اُمیوں یعنی مکے والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور
قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ

م نے احمد کو محمد کا ظل قرار دیا ہے وہاں احمد سے مراد اپنی کو محمد کے آخرین کا ظل قرار مانتے ہوئے تمھیں کونسی بات روکتی ہے۔ اور پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کی دو بعثتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آتا ہے ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً یتلوا علیہم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھوالعزیز الحکیم۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریمؐ کو اُمّیوں یعنی مکّے والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے متعلق قرآن کریم میں صاف فرما دیا ہے کہ انھم لا یرجعون پس یہ وعدہ اُس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریمؐ کی بعثت ثانی کے لئے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ کے کمالات نبوت سے پورا حصہ لیا ہو اور جو حسن اور احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا مشابہ ہو اور جو آپکی اتباع میں اسقدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بنجاوے تو بلا ریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریمؐ کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ صار وجودی وجودہٗ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن کیا جاویگا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئیگا تا اشاعت اسلام

15

کا کام پورا کرے اور هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره
علی الدین کله کے زمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کرکے اسلام کو دنیا
کے کونوں تک پہنچاوے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ
قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اُتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین
منهم لما یلحقوا بهم میں فرمایا تھا۔ یہ مَیں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مسیح موعودؑ
نے خود خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰ میں آیت آخرین منهم کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ
"دو کس طرح منهم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں
جیسا پہلوں میں موجود تھے" پس وہ جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو وجودوں
کے رنگ میں لیا اس نے مسیح موعودؑ کی مخالفت کی کیونکہ مسیح موعودؑ کہتا ہے صار وجودی وجوده
اور جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف
قدم مارا کیونکہ مسیح موعودؑ صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفی فما
عرفنی وما رأی (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور وہ جس نے مسیح موعودؑ کی بعثت کو نبی کریمؐ کی بعثت
ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ
ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی
شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے مسیح موعودؑ کا انکار کیا اس نے مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا
بلکہ اس نے اُسکا انکار کیا جسکی بعثت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لیئے مسیح موعودؑ مبعوث
کیا گیا اور اس نے اُسکا انکار کیا جس نے آخرین میں آنا تھا اور پھر اس نے اُس کا انکار
کیا جس نے اپنی قبر سے اٹھکر حسب وعدہ پھر اپنی قبر میں جانا تھا پس اے نادان! تو مسیح
موعودؑ کے انکار کو کوئی معمولی بات نہ جان کیونکہ محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی
چادر اسپر ڈالی ہے اور اگر تیرا دل غیروں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت

راہ اختیار کر کے کھلے بندوں غیروں سے ہم آغوش ہو جائے دوسرا اصول جو میں نے اس مضمون کے شروع میں بیان کیا تھا وہ یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کسی مامور کو مبعوث نہیں فرماتا جب تک دنیا کے لوگ الٰہی صفات میں سے کسی صفت کو عملی طور پر معطل نہ قرار نہ دینے لگیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کا نورانی چہرہ اہل دنیا کی نظر میں گرد آلود نہ ہو جاوے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ جو اللہ تعالیٰ کے کسی مرسل کا انکار کرتا ہے درحقیقت خود ذاتِ باری تعالیٰ کا انکار کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ایمان باللہ اور ایمان بالرسل کو لازم ملزوم کے طور پر رکھا ہے کیونکہ رسولوں پر ایمان لانے کے بغیر توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ نجات کے لئے صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ اللہ ایک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو اسکی تمام صفات کے ساتھ متصف ماننا ازبس ضروری ہے اور یہ بات کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جبتک توحید کو رسولوں کے ذریعہ نہ سیکھا جاوے اس مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں خوب کھول کر بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ فطرتی ایمان ایک لعنت ہے اور یہ کہ ایمان باللہ ایمان بالرسل کے بغیر کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اب اگر یہ مانا جاوے کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے دنیا میں حقیقی توحید موجود تھی جس پر کہ نجات کا مدار ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بھیجنے سے نعوذ باللہ ایک لغو کام کیا اور تحصیل حاصل کے لئے دنیا کو خواہ مخواہ مصائب کے پنجے میں گرفتار کر دیا اور اگر یہ مانا جاوے کہ مسیح موعودؑ عین وقت پر دنیا میں بھیجا گیا جب کہ دنیا کو اسکی بڑی ضرورت تھی تو پھر اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جو اُسے نہیں مانتا اس میں حقیقی توحید نہیں پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا تو مسیح موعود کی بعثت کو بے وقت قرار دو اور خدا کے کام کو لغو جانو اور یا پھر اس بات کا اقرار کرو کہ جو مسیح موعود کا انکار کرتا ہے اس میں ایمان کی بو نہیں اور وہ باطن میں خدا کا منکر ہے۔ غرض یہ دو اصول جو میں نے اوپر بیان کیئے ہیں صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ

Kalma-tul-Fasal....

باب اوّل

اس باب میں بعض اُن قرآنی آیات کا ذکر ہوگا جن سے اس بات کا پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا ہے اور اُن لوگوں کو کافر کے نام سے پکارا ہے جو سب رسولوں پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتے۔

سو واضح ہو کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفت میں فرمایا ہے کہ انکا یہ قول ہوتا ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ (آخری رکوع سورۃ بقر) یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں تفریق نہیں کرتے یہ کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کر دیں پس ثابت ہوا کہ مومن بننے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ضروری قرار دیا ہے کہ اسکے تمام رسولوں کو بلا تفریق مانا جاوے اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا رسولوں کے مدارج کے متعلق ہے ان پر ایمان لانے کے متعلق نہیں یہ ایسے لوگوں کی کم علمی اور قلت تدبر پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری جگہ قرآن کریم صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض یعنی ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ پس ایسی صاف اور محکم آیت کے موجود ہوتے ہوئے بھی جو شخص لا نفرق بین احد من رسلہ کے یہ معنی کرتا ہے کہ ہم رسولوں کے مدارج میں فرق نہیں کرتے وہ قرآن کریم کی اس آیت سے ڈرے کہ فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ الخ پس یہ بات بالکل یقینی ہے کہ ہر ایک وہ شخص جسکو ایمان

اسجگہ یہ بھی یاد رہے کہ کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ظاہری کفر اور ایک باطنی کفر۔ ظاہری کفر تو یہ ہے کہ انسان کسی نبی کا کھلے طور پر انکار کر دے اور اسکو مامور بہدایت خلق اللہ نہ مانے جس طرح پر کہ یہود نے مسیح ناصری کا انکار کیا یا جس طرح نصاریٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کی طرف سے نہ مانا اور باطنی کفر یہ ہے کہ ظاہرا طور پر تو کسی نبی پر ایمان لانے کا اقرار کیا جاوے اور اسکو اللہ کی طرف سے مامور سمجھا جاوے لیکن حقیقت میں انسان اُس نبی کی تعلیم سے بہت دُور ہو اور اس کی پیشگوئیوں پر پورا ایمان نہ لائے اور صرف اسمی طور پر اسکی طرف منسوب کیا جاوے جیسا کہ مسیح ناصری کے زمانہ میں یہود کا حال تھا۔ وہ گو ظاہرا طور پر تورات کے حامل تھے اور موسیٰؑ کی اُمت میں اپنے آپ کو شمار کرتے تھے لیکن مسیح کی آمد نے انکا سارا راز طشت از بام کر دیا اور یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو گئی کہ حقیقت میں یہود موسیٰؑ کی تعلیم سے بہت دُور جا پڑے تھے اور اُنہوں نے تورات کو پس پُشت ڈالدیا تھا اور اُنکا موسیٰؑ کی اُمت میں ہونیکا دعویٰ صرف زبانی دعویٰ تھا جو آزمانے پر غلط نکلا۔ مسیحؑ ناصری یہود کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک امتحان کی شکل میں نازل ہُوا تا خبیث اور طیب میں تمیز پیدا ہو جاوے اور تا اس بات کا پتہ لگے کہ یہود میں سے کون اپنے دعوے میں سچا اور کون جھوٹا ہے پس یہود نے مسیحؑ کے انکار سے اپنے اوپر دو کفر لیے ایک مسیحؑ کا ظاہری کفر۔ اور ایک موسیٰؑ اور موسیٰؑ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاءؑ کا باطنی کفر۔ یہی حال نبی کریم صلعم کا زمانہ پانے والے

نصاریٰ کا ہے جنہوں نے آپ کا انکار کرکے اس بات پر بھی مُہر لگادی کہ وہ مسیح ناصری پر ایمان لانے کے دعویٰ میں جھوٹے تھے اور اسکی تعلیم کو دلوں سے بھلا چکے تھے پس انہوں نے بھی دو قسم

Kalma-tul-Fasal....

نصاریٰ کلیۃً ہے جنہوں نے آپ کا انکار کر کے اس بات پر بھی مُہر لگادی کہ وہ مسیح ناصری پر ایمان لانے
کے دعویٰ میں جھوٹے تھے اور اسکی تعلیم کو دلوں سے بھلا چکے تھے پس انہوں نے بھی دو قسم
کا کفر کیا اول نبی کریم کا ظاہری کفر اور دوسرے مسیح ناصری اور اس سے پہلے کے تمام انبیاء کا
باطنی کفر۔ اب یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ ایک رسول کے انکار سے باقی تمام رسولوں کا
انکار لازم آتا ہے۔ ہاں ہم یہ نہیں کہتے کہ ایک رسول کا ظاہری کفر باقی رسولوں کا بھی ظاہری
کفر ہے کیونکہ ظاہری کفر زبانی انکار سے تعلق رکھتا ہے اس لیئے بغیر کسی کی طرف سے زبانی
انکار کے اُس پر ظاہری کفر کا فتویٰ لگانا جائز نہیں ایک شخص اگر کہتا ہے کہ مَیں نبی کریمؐ کو
مانتا ہوں تو پھر ہمارا کوئی حق نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ وہ آپ کا ظاہری کافر ہے ہاں اگر وہ
اللہ تعالیٰ کے کسی اور رسول کے ظاہری کفر کو اپنے اوپر لیتا ہے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس نے
نبی کریم صلعم کا بھی باطنی کفر کیا کیونکہ ایک رسول کے ظاہری کفر سے دوسرے رسولوں کا
باطنی کفر لازم آتا ہے جیسا کہ مَیں اوپر بتا آیا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ لا نفرق بین احد من
رسلہ میں اللہ تعالیٰ نے مومن کے لیئے تمام رسولوں پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا ہے
تا انسان کسی ایک رسول کا انکار کر کے اپنے پہلے ایمان کو بھی ضائع نہ کر دے۔ ہاں یہ ہم نہیں
کہتے کہ سارے کافر ایک سے ہی ہیں۔ بلا ریب ہندوؤں کی نسبت یہود ہمارے زیادہ
قریب ہیں اسی طرح یہود کی نسبت نصاریٰ ہم سے قریب تر ہیں مگر کافر کا لفظ سب پر
یکساں عائد ہوگا اور ان میں سے کوئی بھی مومن نہیں کہلا سکیگا کیونکہ مومن کے لیئے سب
رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے جیسا کہ مَیں اوپر لکھ آیا ہوں۔ پھر پہلے پارہ کے آخری رکوع
میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو حکم دیا ہے کہ کہو لا نفرق بین احد منھم اور پھر
تیسرے پارہ کے آخری رکوع میں اسی آیت کا اعادہ کیا ہے جس سے اس حکم کی تاکید مزید

Kalma-tul-Fasal....

ثابت ہوتی ہے۔ پھر چھٹے پارہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا اولٰئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ یعنی وہ لوگ

20

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں بھی مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اُس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیئے اولٰئک ھم الکافرون حقا فرمایا۔ فتدبروا

اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعودؑ کا کوئی ذکر نہیں تو ایسا کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعودؑ کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر یا جس طرح فرمایا انی معالرسول اقوم ... مسیح موعودؑ

مسیح موعود نبی ہے

اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعودؑ کا کوئی ذکر نہیں تو ایسا کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعودؑ کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایہا النبی اطعموا الجائع والمعتر یا جس طرح فرمایا انی مع الرسول اقوم۔ اور مسیح موعودؑ نے ابھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (دیکھو بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپنے لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں" (دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بطرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آنیوالے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

ظاہر ہے پس ان تین عظیم الشان شہادتوں کے ہوتے ہوئے کون ہے جو مسیح موعودؑ کی نبوت سے انکار کرے اور اگر یہ کہو کہ جب رسول کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے تو پھر آپ کے بعد کوئی نبی کس طرح آسکتا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ اول تو خاتم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے خاتِم کا نہیں کہ تا آخری کے معنی کیئے جائیں اور دوسرے یہ کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ

سے انکار کرے اور اگر یہ کہو کہ جب رسول کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے تو
پھر آپ کے بعد کوئی نبی کس طرح آسکتا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ اول تو خاتم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے
خاتَم کا نہیں کہ تا آخری کے معنی کیئے جائیں اور دوسرے یہ کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تو پھر آپ نے کیوں خود آنیوالے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا اور اسکو اپنی زبان
مبارک سے اس نام کے ساتھ پکارا۔ پس یہ صاف ظاہر ہے کہ نبی کریمؐ نے کبھی بھی خاتم النبیین کے
یہ معنی نہیں کیئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ورنہ آپ ہرگز ہرگز مسیح موعودؑ کا نام نبی اللہ نہ
رکھتے اور اگر یہ کہو کہ پھر نبی کریمؐ نے یہ کیوں فرمایا کہ لا نبی بعدی جس سے پتہ لگتا ہے کہ
آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیگا تو اس کا جواب وہی ہے جو مسیح موعودؑ نے اپنی کتابوں
میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہے جو آپ کی نبوت میں رخنہ انداز ہو اور آپ کے جوئے سے آزاد ہو کر
نبوت کا انعام پاوے یا آپ کی لائی ہوئی شریعت پر کوئی ایزاد یا کمی کرے مگر وہ جو آپکی
اُمت میں سے ایک فرد ہے اور آپ کی غلامی کو اپنے لیئے فخر خیال کرتا ہے اور آپ کی
محبت اور اتباع میں اس قدر آگے نکل گیا ہے کہ اس کا اپنا وجود درمیان میں باقی نہیں رہا
تو بلاریب ایسا شخص نبی کریم صلعم کی ایک زندہ تصویر ہے اور اس میں اور آپ میں کوئی دوئی نہیں
پس اس پر ظلی طور پر آپکی نبوت کی چادر چڑھائی جائیگی تا مشابہت پوری ہو اسی واسطے حضرت
مسیح موعودؑ نے اپنی نبوت کے متعلق اشتہار ایک غلطی کے ازالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ "محمد
کی چیز محمد کے پاس ہی رہی" اور یہی لا نبی بعدی کے معنی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی لا نبی بعدی کی حدیث سُنکر یہ ڈر پیدا ہوا کہ کہیں لوگ اس سے
یہ غلط مفہوم نہ نکال لیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہر ایک قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے اس لیئے
انہوں نے لوگوں کو ٹھوکر سے بچانے کے لیئے فرمایا کہ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا
لا نبی بعدہٗ یعنی تم لوگ یہ کہا کرو کہ رسول کریم خاتم النبیین ہیں لیکن یہ نہ کہا کرو کہ آپکے بعد

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہوتا ہے وہ نبوت کی مہر کو توڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ محمدؐ کی نبوت کا ظل ہے نہ کہ مستقل نبوت"۔ اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکا ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لیئے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلعم کی اتباع میں اسقدر غرق ہو جاوے کہ من توشدم تو من شدی کے درجہ کو پالے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائیگا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھیگا کہ نبی کریم صلعم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جا کر وہ ظلی نبی کہلائیگا پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاءؑ کا اتفاق ہے تو وہ ناداں جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اسکے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے انکے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اسقدر آگے بڑھایا

تھا انہوں نے اس کی جگہ تھوڑا تھا۔

اس جگہ یہ یاد رہے کہ آجتک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے اوّل تشریعی نبوت جس کی دو موٹی مثالیں موسیٰؑ کی نبوت اور نبوت محمدیہ ہیں ایسی نبوت کو مسیح موعودؑ نے حقیقی نبوت کے نام سے پکارا ہے۔ دوئم وہ نبوت جس کے لیئے تشریعی یعنی حقیقی ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف اتنا ضروری ہے کہ وہ بلا واسطہ جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ملے جیسے عیسیٰ یحییٰ داؤد سلیمان اور ذکریا علیہم السلام کی نبوتیں یہ لوگ گو موسیٰؑ کی شریعت کے پابند تھے اور ان کا مشن صرف تورات کی اشاعت تھا لیکن تاہم انہوں نے موسیٰؑ کی اتباع کی وجہ سے نبوت نہیں پائی کیونکہ تورات کی تعلیم بوجہ خصوصیات زمانی اور مکانی کے اس درجہ کی نہ تھی کہ اس پر کاربند ہونے کی وجہ سے کوئی شخص نبوت کا درجہ پا سکے بلکہ ایک حد تک تورات انسان کو چلاتی تھی اور پھر جبکو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا درجہ دینا ہوتا تھا اسے براہِ راست بلند کر کے نبوت عطا کی جاتی تھی ایسی نبوت حضرت مسیح موعودؑ کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے تیسری قسم نبوت کی ظلی نبوت ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ نہ تو انسان کوئی نئی شریعت لائے جس سے حقیقی نبی بنجاتا ہے جیسے موسیٰؑ اور نہ اُسے براہِ راست نبوت ملی ہو جس سے مستقل نبی کہلاتا ہے جیسے عیسیٰ بلکہ ایک ایسے کامل انسان کی اتباع کی وجہ سے نبوت ملے جسکے قدم بقدم چلنا نبوت کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی نبوت نبی کریم صلعم سے پہلے ممکن نہ تھی کیونکہ آپ سے پہلے کوئی ایسا شخص نہ گذرا تھا جسکی کامل اتباع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت مل سکے اور نہ قرآن کریم سے پہلے کوئی ایسی کتاب تھی جسپر پورے طور پر کاربند ہونے سے انسان نبوت کا درجہ حاصل کر سکے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حقیقی اور مستقل نبی تو ہوتے رہے مگر ظلی نبی کوئی نہ ہوا کیونکہ آپ سے پہلے دنیا میں کوئی کامل انسان موجود نہ تھا اور قرآن سے پہلے کوئی کامل کتاب نہ تھی مگر آپ کی آمد سے

کہ اُسے اُسوقت تک نبوت نہ ملے جب تک وہ محمد صلعم کی خوبیوں کو اپنے اندر جمع نہ کرلے کیونکہ ان سب لوگوں کا کام خصوصیات زمانی اور مکانی کی وجہ سے ایک تنگ دائرہ میں محدود تھا لیکن مسیح موعودؑ چونکہ تمام دنیا کی ہدایت کے لیئے مبعوث کیا گیا تھا اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اُسے ہرگز نبوت کا خلعت نہیں پہنایا جب تک اس نے نبی کریمؐ کی اتباع میں چلکر آپکے تمام کمالات کو حاصل کرلیا پس مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجہ کو بلند کیا ہے وہاں غلام کو بھی اُس مقام پر کھڑا کر دیا ہے جس تک انبیائے بنی اسرائیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپکو بچالے۔

غور کا مقام ہے کہ ہم موسیٰؑ کو تو صرف اس لیئے نبی کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اسکو نبی کہا ہے۔ عیسیٰؑ کو نبی اللہ صرف اس لیئے جانیں کہ قرآن کریم میں اسکی نسبت نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مگر جب مسیح موعودؑ کا سوال آوے تو ہم اُس اصول کو چھوڑ کر لفظی تاویلات میں پڑ جاویں۔ موسیٰ اور عیسیٰ کی نبوت کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں سوائے اسکے کہ اللہ کے کلام نے انکو بطور نبی کے پیش کیا ہے پس جب اُسی خدا کے کلام میں مسیح موعودؑ کو کئی دفعہ نبی کے نام سے پکارا گیا ہے تو ہم کون ہیں کہ اسکی نبوت کا انکار کریں۔ کیا جس طرح آج سے تیرہ سو سال پہلے خدا صادق القول تھا اور اس کا کلام سچا اور غلطی سے پاک تھا اس زمانہ میں وہ نعوذ باللہ صادق القول نہیں ہے اور اس کا کلام اس قابل نہیں رہا کہ انسان اسکو سچا جان سکے اور اسپر ایمان لے آئے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم صلعم نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جسکو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں یا ایھا النبی کے الفاظ سے مخاطب کیا ہاں مسیح موعودؑ

اعمال میں سستی نہ ہونے دیں مگر قرآن کریم تورات کی طرح مردہ کبھی نہیں ہوا تا اسے
نبیوں کی ضرورت پیش آتی ہاں نبی کریم کی اُمت میں سے ایک نبی ضرور ہونا تھا اور وہ
اس طرح کہ نبی کریم نے پیشگوئی کی تھی کہ میری اُمت پر ایک وقت آئیگا کہ انکے درمیان
سے قرآن اُٹھ جائیگا اور ایمان ثریا پر چلا جائیگا تب ایک شخص کو خدا کھڑا کریگا جو گم شدہ
قرآن کو دوبارہ دنیا میں لائیگا اور اُمتِ محمدیہ کو پھر شریعتِ اسلام پر قائم کریگا۔ پس اب
معاملہ صاف ہے چونکہ قرآن کو کسی نبی کے ذریعہ بیرونی دلائل کی ضرورت نہیں اس لیئے
[illegible] وہ دنیا میں موجود رہا کوئی نبی مبعوث نہ کیا گیا لیکن جب قرآن حسب پیشگوئی
مخبر صادق دنیا سے مفقود ہوگیا تب ضرورت پیش آئی کہ ایک نبی کو بھیجکر اس پر دوبارہ

26

قرآن کریم اُتارا جاوے تا قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ پورا ہو اور یہ نبی کوئی اور نہیں ہے بلکہ خود محمد
رسول اللہ صلعم ہے جو بروزی رنگ پر دنیا میں آیا کیونکہ غیر کے آنے سے مُہرِ نبوت ٹوٹتی ہے۔
دوسرے یہ کہ چونکہ خاتم النبیین کی بعثت سے پہلے نبوت مستقلہ کا دروازہ کھلا تھا اس لیئے
موسیٰ کی اُمت میں بہت نبی آئے کیونکہ ان کے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ جب تک وہ نبوت کے
تمام کمالات کو حاصل نہ کریں انکو نبوت نہ ملے بلکہ ہر ایک زمانہ کی ضروریات کے مطابق نبیوں میں
کمالات رکھے جاتے تھے لیکن خاتم النبیین کی بعثت سے نبوت مستقلہ کا دروازہ ہمیشہ کیلیئے
بند ہوگیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا جسکے یہ معنی ہیں کہ آپکے بعد نبوت صرف اسی کو مل سکتی ہے
جو آپکی اتباع میں اسقدر آگے نکل گیا ہو کہ اسکا اپنا وجود درمیان میں نہ رہے کیونکہ ظل کا
یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی کامل تصویر ہو اب اگر آپکے بعد بھی بہت سے نبی آجاتے

سے کیے موسیٰ کو خطاب ہوتے ہے اس امت میں وہ تمام نبی مبعوث کئے گئے جو موسیٰ سے
پہلے گذر چکے تھے بلکہ خود موسیٰؑ بھی دوبارہ دنیا میں بھیجے گئے اور یہ سب کچھ مسیح موعودؑ
کے وجود باجود میں پورا ہوا۔ پس کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لانفرق
بین احد من رسلہ میں داؤد اور سلیمان زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل
کرتے ہیں وہاں مسیح موعودؑ جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس
آیت میں حقیقی اور مستقل نبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت پیش کیا جاوے۔
ظاہر ہے کہ اس آیت کریمہ میں رسول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اب جس طرح رسول کا لفظ
حقیقی اور مستقل نبیوں پر بولا جائیگا اسی طرح ظلی اور بروزی نبی پر بھی بولا جائیگا ورنہ اگر ظلی
اور بروزی نبی کو صرف نبی کے نام سے پکارنا جائز نہیں تو کیوں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ
کو بارہا نبی اور رسول کے الفاظ سے یاد کیا۔ خدا نے تو اپنے کلام میں کبھی بھی ظلی یا بروزی
کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ صرف نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرتا رہا۔ پس اگر
مسیح موعودؑ کو صرف نبی کے نام سے پکارنا جائز نہیں تو نعوذ باللہ سب سے پہلے ناجائز حرکت
کرنیوالا خود خدا ہے۔ مگر دراصل یہ ملا انفس کا دھوکا ہے کیونکہ جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں
نبوت کی اقسام ہیں اسی طرح ظلی اور بروزی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے۔ اگر ہم حقیقی یا مستقل
نبیوں کو ہمیشہ صرف نبی کے نام سے پکارتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ظلی نبی کو نبی کے نام سے

نہ پکار سکیں اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے اگر شیر تین قسم کے ہوتے ہوں ایک سفید ایک سرخ اور
ایک زرد تو ہم سفید اور سرخ شیر کو تو شیر کہیں مگر زرد شیر کو شیر کے نام سے نہ پکاریں ظاہر
ہے کہ شیر کا زرد ہونا اسے شیر ہونے کی حیثیت سے نیچے نہیں گرا دیتا اسی طرح مسیح موعودؑ کا

میں یہ تینوں باتیں جمع ہیں تو لاریب وہ نبی ہے۔ باقی رہا نبوت کی قسم کا سوال سو اسکے
متعلق میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ اب حقیقی نبوت اور نبوت مستقلہ کا دروازہ قطعی طور پر بند
ہے اور جو کوئی بھی قرآن کے بعد نئی شریعت لانے کا دعویٰ کرتا ہے یا کہتا ہے کہ نبی کریمؐ
سے آزاد رہ کر مجھ کو نبوت ملی ہے وہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر ظلّی نبوت کا
دروازہ بند نہیں اور اسی قسم کی نبوت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا ہے۔
اسجگہ میں یہ بات بھی بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون میں جہاں کہیں بھی حقیقی نبوت
کا ذکر ہے وہاں اس سے مراد ایسی نبوت ہے جسکے ساتھ کوئی نئی شریعت ہو ورنہ حقیقی
کے لغوی معنوں کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت حقیقی ہی ہوتی ہے جعلی یا فرضی نہیں۔ اور مسیح

موعودؑ بھی حقیقی نبی تھا اور جہاں کہیں بھی مستقل نبوت کا ذکر ہے وہاں ایسی نبوت مراد ہے جو
کسی کو بلا واسطہ بغیر اتباع کسی نبی سابقہ کے ملی ہو ورنہ مستقل کے لغوی معنوں کے لحاظ
سے تو ہر ایک نبوت مستقل ہوتی ہے عارضی نہیں اور مسیح موعودؑ بھی مستقل نبی تھا۔ فتدبر
پس اب کوئی شخص مسیح موعودؑ کی ظلّی نبوت کا انکار کردے تو کردے مگر آپ کو ظلّی نبی
مانکر پھر اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ آپکے منکرین کی نسبت وہی فتویٰ ہے جو قرآن کریم نے
انبیاءؑ کے منکرین کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ یہ ایک موٹی سی بات ہے کہ جب مسیح موعودؑ خدا کا ایک
رسول اور نبی ہے تو پھر اسکو وہ سارے حقوق حاصل ہیں جو اور نبیوں کو ہیں اور اس کا انکار
ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے کسی اور نبی کا انکار۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعودؑ کا
انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں تفریق کرتا ہے یعنی باقی رسولوں کو تو مانتا ہے

غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھا کرتے تھے وہ دیکھیں کہ مذکورہ بالا تحریر ان کے سارے دجالی طلسم پاش پاش کر دیتی ہے میرا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مولوی صاحب عقائد میں ہمارے لیئے حکم ہیں کیونکہ حکم صرف وہی ہے جسکو خدا کے رسول نے حکم کے نام سے پکارا ہے نیز میرا ایمان ہے کہ غیر مامور خلیفہ عقائد میں حکم نہیں ہو سکتا اور اس سے اختلاف رکھنا ناجائز نہیں اس لیئے حضرت مولوی صاحب کے عقیدہ کو بیان کرنے سے میرا مطلب صرف اسقدر بتانا ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کفر کے مسئلہ میں حضرت میاں صاحب کے خلاف تھے یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے دوسرے چونکہ حضرت مولوی صاحب تمام احمدیوں کی نظر میں دینی علوم کے ۔۔ تھے اور رموز قرآن سے خوب ماہر اسلیئے آپ کا عقیدہ اہل عقل کیلیئے بہت وزن رکھتا ہے تیسرے میںنے اس لیئے بھی حضرت مولوی صاحب کے عقیدہ کو بیان کیا ہے تا وہ ان لوگوں پر حجت ہو جو حضرت مولوی صاحب کو آپ کی وفات کے بعد مہدی موعود کا درجہ دینے لگ گئے ہیں۔

اب میں پھر اس مضمون کی طرف آتا ہوں جو میں بیان کر رہا تھا یعنی قرآن کریم نے مسیح موعودؑ کے منکروں کے لیئے کیا فتویٰ دیا ہے۔ میں پہلے بتا آیا ہوں کہ قرآن کریم نے مومن کہلانے کے لیئے ایمان بالرسل کو ضروری قرار دیا ہے جیسے فرمایا لا نفرق بین احد من رسله اور پھر اسی مضمون کی تشریح ایک اور آیت میں یوں کر دی کہ جو شخص بعض رسولوں کو مانتا ہے اور بعض کو نہیں۔ وہ پکا کافر ہے جیسا کہ اولٰئک ھم الکافرون حقا والی آیت سے ظاہر ہے۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی نے اپنے کلام میں دو

Kalma-tul-Fasal....

نیچے ہوگا مگر تاہم وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ سوا سکے متعلق خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے
کہ انبیاءؑ اپنے عقائد میں اس قدر محتاط ہوتے ہیں کہ وہ کوئی نئی بات نہیں کہتے جب تک اللہ
تعالیٰ کا صریح الہام اس کا حکم نہ دے مثال کے طور پر دیکھو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب
براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ مسیح ناصری آسمان پر ہے اور زمین پر نازل ہوگا اور قریباً بارہ
برس اس عقیدہ کا اعلان کیا حالانکہ آپ کو الہام ہوچکا تھا کہ تو ہی آنے والا عیسیٰ ہے مگر آپ
ایسے الہامات کی تاویل فرماتے رہے مگر بعد میں لکھا کہ وہ مسیح مرگیا ہے اور آنیوالا مسیح
میں ہی ہوں۔ ان دونوں عبارتوں میں ایک ظاہر بین شخص کی نظر میں تناقض ہے مگر ایک مومن
خوب سمجھتا ہے کہ پہلا عقیدہ عام عقیدہ کی بنا پر لکھا گیا تھا اور بعد کا عقیدہ الٰہی الہام کی بنا پر ہے
تناقض تو اس صورت میں ہوتا جب اپنے اجتہاد کی بنا پر دونوں عقائد کا اظہار کیا جاتا اسی طرح
فضیلت بر مسیح ناصری کا عقیدہ ہے اسکے متعلق بھی حضرت مسیح موعودؑ نے ایک وقت میں ایک
خیال ظاہر کیا مگر دوسرے وقت میں اسکے خلاف کہا اسی طرح نبوت مسیح موعودؑ کا عقیدہ ہے آپ
اوائل میں اپنے آپ کو جزوی نبی اور محدث کے طور پر پیش کیا کرتے تھے حالانکہ براہین کے وقت
سے ہی آپ کو نبی اور رسول کے ناموں سے پکارا جاچکا تھا مگر ان الفاظ کی تاویل فرماتے رہے لیکن
جب بعد میں خدا کی طرف سے آپ کو صریح طور نبی کا خطاب دیا گیا اور اس کے متعلق خدا کی وحی
آپ پر بارش کی طرح نازل ہوئی تو اس نے آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اس لیئے آپ نے
اسکے خلاف کہا اور اپنے آپ کو کامل اور ظلی نبی کے طور پر پیش کیا پس ان باتوں کے ہوتے

35

ہوئے اگر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی شروع کی کتابوں میں کسی ایسی تحریر کو پڑھیں جس میں لکھا ہو کہ

Kalma-tul-Fasal....

ہوئے اگر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی شروع کی کتابوں میں کسی ایسی تحریر کو پڑھیں جس میں لکھا ہو کہ میرے انکار سے کفر لازم نہیں آتا تو ہم کو دھوکا نہ کھانا چاہیئے کیونکہ بعد میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس رائے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام سے بدل دیا جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ عبدالحکیم خان مرتد کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

"بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ میں اپنی توبہ شائع کریں اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجاویں تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں انکو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں اوّل یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خان کو جماعت سے اسواسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعودؑ کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اسکے لیئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص مسیح موعودؑ کی دعوت کو رد کرتے ہیں وہ قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں اور

اسجگہ ایک اور شبہ بھی پڑتا ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت مسیح موعودؑ اپنے منکروں کو حسب حکم الٰہی اسلام سے خارج سمجھتے تھے تو آپ نے انکے لئے اپنی بعض آخری کتابوں میں بھی مسلمان کا لفظ کیوں استعمال فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت صاحب انہیں مسلمان نہ لکھتے تو اور کیا لکھتے؟ کیا وہ یہودی ہیں کہ انہیں یہودی لکھا جاتا؟ کیا وہ عیسائی ہیں کہ انکو اس نام سے پکارا جاتا؟ کیا وہ ہندو ہیں کہ انکے متعلق ہندو کا لفظ استعمال کیا جاتا؟ کیا وہ بدھ مذہب میں داخل ہیں کہ انکو بدھ کے متبعین کے طور پر پیش کیا جاتا؟ اب جبکہ وہ ان مذاہب میں سے کسی کے ساتھ بھی تعلق نہیں رکھتے تو انکو ان ناموں میں سے کوئی نام کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ کیا قرآن شریف میں عیسیٰؑ کی طرف منسوب ہونیوالی قوم کو نصاریٰ کے نام سے یاد نہیں کیا گیا؟ ضرور کیا گیا اور بہت دفعہ کیا گیا۔ مگر وہاں معترض نے اعتراض کیا کہ جب وہ عیسیٰؑ کی تعلیم سے دُور جا پڑے ہیں تو انکو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے۔ پھر اب یہاں اعتراض کیسا؟ اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اسم بامسمیٰ ہو گئی ہے مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین نامی مسلمان سے عیسائی ہو جاوے تو اسے پھر بھی سراج دین ہی کہیں گے حالانکہ عیسائی ہو جانیکی وجہ سے وہ اب سراج دین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا ہے لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام سے پکارا جاویگا۔ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا ہے کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھکر لوگ دھوکا نہ کھائیں اسلیئے آپنے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھدیئے ہیں کہ "وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں" تا جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان۔ چنانچہ حضرت صاحب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "اسی کی طرف حدیث بخاری

مسلمان ہیں ایک ہی گروہ بن جائیں گے۔

اسی حقیقت کو حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۱ و ۸۲ میں آشکارا کیا ہے چنانچہ آپ اپنے زمانہ کے متعلق ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ ایک ایسا مبارک زمانہ ہے کہ فضل اور جود الٰہی نے مقدر کر رکھا ہے کہ یہ زمانہ پھر لوگوں کو صحابہؓ کے رنگ میں لائیگا اور آسمان سے کچھ ایسی ہوا چلے گی کہ یہ تہتّر فرقے مسلمانوں کے جن میں بجز ایک کے سب عار اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائینگے اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں صفحۂ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ رہ جائیگا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے رنگ پر ہوگا۔" حضرت مسیح موعودؑ

کی یہ تحریر بھی بہت سارے جھگڑوں کے لیئے فیصلہ کن ہے کیونکہ اس سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ اوّل جو حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں داخل ہوا وہ صحابہ کرام کے زمرہ میں داخل ہو گیا۔ دوؔم یہ کہ مسلمانوں کے جو تہتّر فرقے ہیں ان میں سے سوائے احمدی جماعت کے باقی سب عار اسلام ہیں۔ سوؔم یہ کہ تمام غیر احمدی مسلمان اسلام کے پاک چشمہ کے بدنام کنندہ ہیں۔ چہاؔرم یہ کہ وہ ناپاک فرقوں میں داخل ہیں۔ پنجم یہ کہ وہ باوجود مسلمان کہلانے کے اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں۔ چھٹے یہ کہ وہ صفحہ زمین سے نابود ہو جائیں گے۔

پس یہ بالکل یقینی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں کہیں بھی غیر احمدی لوگوں کو مسلمان کہا یا لکھا ہے وہاں صرف عرف عام کی وجہ سے ایسا کیا ہے ورنہ جو رائے حضرت صاحب نے اپنے منکروں کے متعلق حسب حکم الٰہی قائم کی تھی وہ مذکورہ بالا حوالوں سے صاف ظاہر ہے

Kalma-tul-Fasal....

اپنے منکروں کے متعلق حسب علم الٰہی قایم کی تھی وہ مذکورہ بالا حوالوں سے صاف ظاہر ہے
جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے منکروں کو حقیقی مسلمان سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کے انکار
سے کوئی شخص دایرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا وہ خدارا غور کریں اور دیکھیں کہ کہیں
وہ اسلام میں ایسے لوگوں کو تو داخل نہیں کر رہے جو عار اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ
کے ہیں اور ناپاک فرقوں میں داخل ہو کر اسلام کی حقیقت کے منافی ہو چکے ہیں۔ اور پھر
ہمیں تو یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ وہ اسلام کیسا اسلام ہے جو انسان کو نجات نہیں دلا سکتا
کیونکہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے صریح الفاظ میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ میرے ماننے کے بغیر
نجات نہیں جیسا کہ آپ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ایسا ہی آیت **واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی** اس طرف
اشارہ کرتی ہے کہ جب اُمت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخری زمانہ میں ایک
ابراہیمؑ پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں سے وہ فرقہ نجات پائیگا کہ اس ابراہیمؑ کا پیرو ہوگا"
پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "انہی دنوں میں سے
ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جاویگی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لیئے ایک کرنا
بجائیگا اور اس کرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچا آئیگا بجز ان لوگوں کے
جو شقی ازلی ہیں جو دوزخ کے بھرنے کے لیئے پیدا کیئے گئے ہیں۔" ایسا ہی اشتہار

39

حسین کامی سفیر سلطان روم' میں آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہیگا وہ کاٹا جاویگا"

Kalma-tul-Fasal....

ہے جو انسان کو باوجود نیک اعمال کے نجات نہیں دلا سکتا ؟ کیا ایسا عقیدہ اسلام کو اسکی بنیاد سے ہلا دینے والا نہیں ہے ؟ یاد رہے کہ یہاں اعمال کا سوال نہیں بلکہ عقاید کا سوال ہے پس وہ جسکے عقاید میں مسیح موعودؑ پر ایمان لانا داخل نہیں بقول حضرت مسیح موعود جہنمی ہے اور نجات نہیں پا سکتا ۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کو ماننا جزو ایمان نہیں ہے وہ خدارا اس بات پر غور کریں کہ جب مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کے بغیر نجات نہیں ہے تو یہ کہنا کہاں تک امانت اور دیانت پر مبنی ہے کہ آپکا ماننا جزو ایمان نہیں۔ حضرت صاحب تو تحریر فرماتے ہیں کہ :۔ "دنیا میں ماموروں کے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں اور ان مقبولوں کو مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں" (دیکھو الہدیٰ صفحہ ۴) پھر اسی صفحہ میں ذرا آگے چلکر لکھتے ہیں :۔ "اور فی الحقیقت

40

دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں اور انس وجن میں سے ان سا کوئی بھی بد طالع نہیں ۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاءؐ کو نہ مانا ۔ دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا" اس حوالے سے یہ پتہ لگتا ہے کہ مسیح موعودؑ کا منکر شقاوت میں نبی کریمؐ کے منکروں کے سوا باقی تمام رسولوں کے منکروں سے آگے نکل گیا ہے ۔ پھر کتاب ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ میں حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں کہ :۔ "جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لیئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات انکو دیئے گئے وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے ۔ اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جسکی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے سو میں اس وقت

"میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہُوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے ...... پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کر اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ" (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸ و ۱۹)

اسجگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خطبہ الہامیہ وہ خطبہ ہے جو خدا کی طرف سے ایک معجزہ کے رنگ پر مسیح موعودؑ کو عطا ہُوا جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے پس اس کتاب کو عام کتابوں کی طرح نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا ہر ایک فقرہ الہامی شان رکھتا ہے پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت اقدسؑ تحریر فرماتے ہیں:۔ "جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں

تفریق کرتا ہے اس نے مجھکو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے"

اسی طرح صفحہ ۱۸۱ میں لکھا ہے کہ:۔ "جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق نہیں رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے" ان حوالوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح موعود کوئی معمولی شان کا انسان نہیں ہے بلکہ اُمت محمدیہ میں اپنے درجہ کے لحاظ سے سب پر فوقیت لے گیا ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کا لقب پانے کے لیئے صرف وہی چنا گیا اور باقی کسی کو یہ درجہ عطا نہ ہُوا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو وہ زمانہ دیا جس پر اللہ تعالیٰ کے تمام نبی ناز کرتے آئے ہیں اور جس کے

Kalma-tul-Fasal....

مضمون اور ہے اس لیئے میں اپنے دل پر جبر کرکے اسے چھوڑتا ہوں اور اصل بات
کی طرف متوجہ ہوتا ہوں - اور وہ یہ کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان ہے کہ نہیں
اسکے متعلق کچھ میں حضرت صاحب کی کتابوں سے اوپر حوالے لکھ آیا ہوں باقی ماندہ اس جگہ
لکھدیئے جاتے ہیں - آپ کتاب ضرورۃ الامام صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:- "کوئی ملہم ہو

یا خواب بین اگر وہ امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اس کا خاتمہ خطرناک ہے"۔
فتح اسلام صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ:- "اس نے (یعنی خدانے) اس سلسلہ کے
قائم کرنیکے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ
کشتی طیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائیگا اور جو
انکار میں رہیگا اسکے لیئے موت در پیش ہے"۔

پھر اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶ میں حضرت اقدسؑ تحریر فرماتے ہیں کہ:-
"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائیگا۔
اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ
ہوگا یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جسکے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں"۔
پھر جب حضرت مسیح موعودؑ نے دسمبر ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ
احمدیوں اور غیر احمدیوں میں سوائے اسکے کوئی فرق نہیں کہ وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں
اور یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں تو اس پر آپنے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو ایک مبسوط تقریر
فرمائی جس میں آپنے کھولکر بتایا کہ غیر احمدیوں اور احمدیوں میں کیا فرق ہے۔ یہ تقریر آپنے

اس بدحانی موت سے بچنا چاہیں گے وہ اسی بندہ حضرت عالی کیطرف رجوع کرینگے" (دیکھو براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷) پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۰ و ۲۸۷ پر یوں تحریر کرتے ہیں کہ :-

"محمدیوں کا پاؤں ایک بہت بلند و محکم مینار پر پڑا ہے۔ محمدیوں کے لفظ سے مراد اس سلسلہ کے مسلمان ہیں ...... اور مقدریوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہوتے جائینگے اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائینگے جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا"

پھر نزول المسیح صفحہ ۴ کے حاشیہ میں حضور نے لکھا ہے کہ :- "آخری زمانہ کے لیئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھدیا چنانچہ آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ نوحؑ۔ موسیٰؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ یوسفؑ۔ یحییٰؑ۔ عیسیٰؑ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاءؑ گذشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیحؑ پیدا

ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا" علاوہ اسکے حضرت مسیح موعودؑ نے کئی جگہ لکھا ہے کہ اس اُمت کا مسیحؑ پہلے مسیحؑ سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے مطلب یہ کہ جسقدر شانیں مسیح ناصری میں پائی جاتی ہیں ان تمام میں مسیح

پھر جب حضرت مسیح موعودؑ سے کسی غیر احمدی نے یہ سوال کیا کہ :۔ "حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بنجائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے" اس کا حضرت مسیح موعودؑ نے یہ جواب دیا کہ "یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھکر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بآیاتہ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنے والا دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنے والا پس جب میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اسکی

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں

پھر جب حضرت مسیح موعودؑ سے کسی غیر احمدی نے یہ سوال کیا کہ :- "حضور عالی نے
ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے
صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بنجائیں صرف آپکے نہ ماننے
سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا لیکن عبد الحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جسکو میری
دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور
پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں
کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا
ہے" اس کا حضرت مسیح موعودؑ نے یہ جواب دیا کہ "یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے
اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم
ہے کیونکہ جو مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھکر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے و من اظلم
ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بآیاتہ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر
افترا کرنے والا دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنے والا پس جب میں نے ایک مکذب کے نزدیک
خدا پر افترا کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو
بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اسکے

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت سے ہی مسیح موعود آئیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ مَیں معراج کی رات مسیح ابن مریم کو ان نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں انکو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان میں کسوف خسوف رمضان میں ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ردّ کرتا ہے اور مجھکو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہوسکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو مَیں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ مَیں انکی نظر میں مفتری ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قالت الاعراب اٰمنّا۔ قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ان سے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کرلی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنیوالوں کا نام مومن نہیں رکھتا پھر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہوسکتے ہیں جو کھُلے کھُلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھکر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے" (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴) حضرت مسیح موعودؑ نے اس جواب کو اور بھی لمبا کیا ہے مگر بخوف طوالت اسجگہ صرف اسیقدر لکھا جاتا ہے۔ اس سوال اور جواب میں یہ بات خاص طور پر غور کرنیکے قابل ہے کہ سبب

نہ حضرت مسیح موعود نے ایسا نہیں کیا جس سے ظاہر ہے کہ آپ اپنے منکروں کو کافر جانتے
تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸ پر لکھتے ہیں کہ :۔ "میں یہ کہتا ہوں
کہ چونکہ میں مسیح موعودؑ ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لیئے آسمان سے نشان ظاہر کیئے
ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح موعودؑ ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت
ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہو گا کیونکہ خدا
کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ
کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جسکی تائید کے لیئے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد مصطفٰے
صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے
میرے آنے کی پیشگوئی کی"۔ پھر ذرا آگے چلکر تحریر فرماتے ہیں کہ :۔ "ہم اس قدر
کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر
ہو چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہو گا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے
اس لیئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے
اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے
(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا اور اسکو
باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جسکے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور
رسولؐ نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اسلیئے
کہ وہ خدا اور رسولؐ کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہ دونوں قسم کے
کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسولؐ
کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسولؐ کو بھی
نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کی

اس لیے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے
اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے
(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا اور اسکو
باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جسکے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور
رسولؐ نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اسلئے
کہ وہ خدا اور رسولؐ کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہ دونوں قسم کے
کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسولؐ
کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسولؐ کو بھی
نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کی

نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے
نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت
نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی
اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا
کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا قابل مواخذہ نہیں
ہوگا۔"

اسجگہ میں پھر اس خط کے ایک حصہ کو نقل کر دیتا ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ نے

عبد الحکیم خاں مرتد کو لکھا۔ عبد الحکیم خاں کے خط کا مضمون یہ تھا کہ آپ تو خادم اسلام ہیں نہ کہ خود وجود اسلام پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ بیس کروڑ مسلمان جنہوں نے آپکو قبول نہیں کیا سب کافر ہو گئے تو اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا کہ۔

"بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس سے سہل تر بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔" پھر حضرت مسیح موعود اپنی کتاب تجلیات کے صفحہ ۲۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایکدم کے لیئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کا جن میں آپ کا دعوٰی مسیحیت بھی ہے اگر کوئی منکر ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے ہاں اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کیا کبھی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مخالفوں کو خود کافر کہکر پکارا بھی ہے یا نہیں یا ہمیشہ استغفار پر ہی اس فتویٰ کا اظہار کیا ہے سو اول تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس نام سے آپنے اپنے مخالفوں کو پکارا بھی ہو کیونکہ جب آپ کا اسکے متعلق صاف فتویٰ موجود ہے تو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ دوسرے یہ کہ آپنے اس نام سے اپنے مخالفوں کو

پکارا بھی ہے چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹۹ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "ایک قسم کے نشان تو میری جماعت میں ظاہر ہوئے اور دوسری قسم کے نشان کاذبوں کے گروہ میں ظہور پذیر ہوئے"۔ اور پھر تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱ پر آپ نے لکھا ہے کہ:۔ "ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھ کو برومند کیا چنانچہ ہزارہا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں"۔

اب بھی اگر کوئی شخص مسیح موعودؑ کے منکر کو مسلمان سمجھتا ہے تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہماری طرف سے حجت پوری ہو چکی ہے ہم تو کہتے ہیں کہ اگر تم ہماری نہیں مانتے اور مسیح موعودؑ کی بات کو قبول نہیں کرتے تو چلو غیر احمدی مولویوں سے ہی فتویٰ پوچھ لو ...نے والا مسیح ہے اسکا منکر مسلمان ہے یا کافر۔ جو وہ اپنے خیالی مسیح کے منکر کو سمجھتے ہیں اس سے بڑھکر ہم اپنے حقیقی مسیح کے منکر کو خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ انکا آنیوالا تو بذاتِ خود عیسیٰ ہے مگر ہمارا مسیح نبی کریم کی اتباع کی وجہ سے عیسیٰ سے کہیں آگے نکل گیا ہے۔ فتدبروا

اس باب میں بعض ان الہامات کا ذکر کیا جائیگا جو حضرت مسیح موعودؑ پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتے رہے اور جن میں آپ کے منکروں کو اللہ تعالیٰ نے کافر ٹھہرایا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

سو واضح ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہامات میں کئی دفعہ احمد کے نام سے یاد کیا گیا

ان تمام الہامات میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو احمد کے نام سے پکارا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ بیعت لیتے وقت یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے اپنی جماعت کا نام بھی احمدی جماعت رکھا۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ آپ احمد تھے۔ اب معاملہ بالکل صاف ہے قرآن شریف سے سورۃ صف نکال کر دیکھ لو۔ احمد کے نہ ماننے والوں کے لیئے کیا فتویٰ ہے۔ وہاں صاف لکھا ہے کہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صورت میں بھی اُتر چکی ہے جس سے اس خیال کو اور بھی تقویت پہنچتی ہے۔

اسجگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ ہم نعوذ باللہ نبی کریم صلعم کو احمد نہیں مانتے۔ ہمارا ایمان ہے احمد تھے بلکہ ہمارا تو یہاں تک خیال ہے کہ آپکے سوا کوئی احمد نہیں ہے اور نہ کوئی احمد ہو سکتا ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا آپ اپنی پہلی بعثت میں بھی احمد تھے؟ نہیں بلکہ آپ اپنی پہلی بعثت میں محمدیت کی جلالی صفت میں ظاہر ہوئے تھے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سورۃ صف میں کسی ایسے رسول کی پیشگوئی کی گئی ہے جو احمد ہے پس ثابت ہوا کہ یہ پیشگوئی نبی کریم کی پہلی بعثت کے متعلق نہیں بلکہ آپ کی دوسری بعثت یعنی مسیح موعودؑ کے متعلق ہے کیونکہ مسیح موعودؑ جمالی صفت کا مظہر یعنی احمد ہے۔ اس حقیقت کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۱ پر بیان فرمایا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔ ”آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اسکا ایک ہاتھ ہوگا۔ جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائیگا“ پھر اس تحریر پر ایک حاشیہ لکھا ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ ”چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ دونوں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

اشارہ ہے واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم۔" پھر اسی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۵۶ پر حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں کہ:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ

ہزار پنجم تھا جو اسم محمدؐ کا مظہر تجلّی تھا یعنی یہ بعث اوّل جلالی شان ظاہر کرنے کے لیئے تھا مگر بعث دوم جس کی طرف آیت کریمہ واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلّی اسم احمدؐ ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے" اس حقیقت کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب اعجاز المسیحؑ میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور کھول کھول کر بتایا ہے کہ نبی کریمؐ کے دو بعث ہیں۔ بعث اوّل میں اسم محمدؐ کی تجلّی تھی مگر بعث دوم اسم احمدؐ کی تجلّی کے لیئے ہے۔ ناظرین کو چاہیئے کہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں کیونکہ یہ معارف قرآنیہ کا ایک خزانہ ہے (دیکھو اعجاز المسیح ازصفحہ ۱۰۰ تا ۱۲۴)

اس موقعہ پر ایک عجیب نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ نبی کریمؐ کی دونوں بعثتیں آپ کے دنیا میں آنے سے پہلے بتائی جا چکی تھیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام جو جلالی صفت میں ظاہر ہوئے تھے انہوں نے نبی کریمؐ کی پہلی بعثت یعنی محمدؐ کی پیشگوئی کی۔ لیکن چونکہ عیسیٰؑ کو جمال کا پہلو عطا کیا گیا تھا اس لیئے انہوں نے نبی کریمؐ کی دوسری بعثت یعنی احمدؐ کی پیشگوئی کی۔ اس بات کو حضرت مسیح موعودؑ نے اعجاز المسیحؑ صفحہ ۱۲۳ پر بیان کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:۔ "ثم

ان تمام حوالجات سے یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ سورۃ صف میں جس احمد رسول کے متعلق عیسیٰ علیہ السلام نے پیشگوئی کی ہے وہ احمد مسیح موعودؑ ہی ہے جسکی بعثت حسب وعدہ الٰہی و اٰخرین منھم خود ہی کریمؐ کی بعثت ہے علاوہ اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ اسی سورۃ صف میں لکھا ہے کہ یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پیشگوئی مسیح موعودؑ کے متعلق ہے کیونکہ نبی کریمؐ کے زمانے میں منہ کی پھونکوں یعنی کفر کے فتوے وغیرہ سے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ آپکے مخالفوں نے آپ کے خلاف تلوار اٹھائی لیکن مسیح موعودؑ یعنی احمد کا زمانہ تلوار کا زمانہ نہیں بلکہ یضع الحرب کا زمانہ ہے اس لیئے مخالف تلوار تو نہیں اٹھا سکے مگر انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم لیکن انکے مقابل بھی کوئی معمولی انسان نہ تھا بلکہ دم سے کافر تے تھے۔ فتدبّروا

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے اس لیئے آپ کا منکر کافر ہے کیونکہ احمد کے منکر کے لیئے قرآن میں لکھا ہے واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام درج ہے وبشر الذین اٰمنوا انّ لھم قدم صدق عند ربّھم اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے مومن صرف ان لوگوں کو کہا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لے آئے ہیں۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶، پر ایک الہام لکھا ہے کہ وما کان اللّٰہ لیترکک حتّٰی یمیز الخبیث من الطیب اس الہام میں دو گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے خبیث اور طیب۔ اور وہ دو گروہ مومنین اور منکرین کے ہیں۔ پھر حضرت صاحب کا یہ بھی ایک الہام ہے ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ

52

گنجائش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اسکے کہ الہام کا انکار کر دیا جاوے اور وہ الہام یہ ہے
قل یا ایھا الکفار انی من الصّٰدقین (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲) اب
کہاں ہیں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ مسیح موعودؑ کو ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کہ خدا مسیح
موعودؑ کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ اے کافرو میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے
کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ
فقرہ انی من الصّٰدقین اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہوا
کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ پھر اسکے
ساتھ یہ الہام بھی قابل غور ہے کہ قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون۔ اسمیں حضرت
مسیح موعودؑ کے منکروں کو قوم لا یؤمنون کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پھر حقیقۃ الوحی صفحہ
۱۰۷ پر حضرت صاحب کا یہ الہام درج ہے کہ :۔

چو دور خسروی آغاز کردند ؎ مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے
اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان
تو اس لیئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال
نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اسلیئے انکار کیا گیا ہے کہ
وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ انکو پھر نئے سرے سے مسلمان
کیا جاوے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام ہے جو آپ کو اپنی وفات سے چند دن پہلے

پھر ایک یہ حدیث ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ:- عن عبد اللّٰہ بن عمرؓ و تفترق امتی
علٰی ثلث و سبعین امۃ کلھم فی النّار الّا ملۃ و احدۃ-
وعن معاویۃ ثنتان و سبعون فی النّار و احدۃ فی الجنۃ و

ھی الجماعۃ - یعنی میری اُمت تہتّر فرقوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرقے دوزخ میں جائینگے سوائے ایک کے - اور معاویہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بہتّر فرقے دوزخ میں پڑینگے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ جنت میں جانے والا جماعت کا فرقہ ہوگا - اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے - اگر ایسا ہے تو کیوں مسیح موعودؑ کی جماعت جنت میں جائیگی اور مسیح موعودؑ کے منکر بقول نبی کریمؐ فی النار رہینگے - یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا مدار ہے جزو ایمان ہوتی ہے کیونکہ نجات کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بہتّر فرقے آگ میں ڈالے جاویں گے ؟ اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم ایما رجل مسلم اکفر رجلاً فان کان کافراً و الّا کان ھو الکافر (ابو داؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا - اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے - اب جن لوگوں نے مسیح موعودؑ

موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بہتر فرقے آگ میں ڈالے جاویں گے؟ اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ایما رجل مسلم اکفر رجلاً فان کان کافراً و الّا کان ھو الکافر

(ابو داؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ اب جن لوگوں نے مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعودؑ کو سچا نہیں جانتا وہ آپ کو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعودؑ سچا نہیں ہے تو نعوذ باللّٰہ مفتری علی اللہ ہے اور مفتری علی اللہ قرآن شریف کی رو سے کافر ہوتا ہے پس اس حدیث سے پتہ لگا کہ نہ صرف وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ ہر ایک شخص جو مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر بموجب حدیث صحیح خود کافر ہو جاتا ہے۔ فتدبروا

پھر ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعودؑ کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ میں ہی ہوں جو بروزی طور پر دنیا میں مبعوث ہونگا اور حدیث مذکورہ کے یہ معنی میںنے اپنی طرف سے نہیں کیئے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی یہی تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو کشتی نوح صفحہ ۱۵۔ اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے

بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللّٰہ نبی کریمؐ کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ

پھر ایک دفعہ اور دو ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

یہ لکھ دینے کو تیار ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان مانتے ہیں۔ فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعوی اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے۔ مدعی وحی و الہام کے معاملہ میں دو گروہ ہی ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذباً او کذب بالحق لما جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکافرین اس سے بڑھکر ظالم کون ہے جو خدا پر افترا کرے اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو اور کہے کہ مجھے ہوا ہے۔ ایسا ہی اس سے بڑھکر ظالم کون ہے جو اس حق کی تکذیب کرے۔ یا تو مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے تھے انکو ماننا چاہیئے یا جھوٹے تھے انکا انکار کرنا چاہیئے اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے اور اگر انکا دعویٰ جھوٹا ہے تو پھر مسلمانی کیسی؟" (دیکھو بدر نمبر ۲۴ جلد ۱۰ مورخہ ۱۳-اپریل ۱۹۱۱ء)

پھر بدر نمبر ۲۷ جلد ۱۰ مورخہ ۴- مئی ۱۹۱۱ء میں آپنے ایک اعلان چھپوایا کہ "میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے"۔ پھر بدر نمبر ۳۹ جلد ۱۰ مورخہ ۲۷- جولائی ۱۹۱۱ء میں آپ کی طرف سے کسی کے خط کا جواب چھپا ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "حدیث شریف میں آیا ہے من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہ احدھما۔ ہم یقیناً اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لا شریک مانتے ہیں۔ ملائکہ۔ انبیاء و رسل۔ کتب اللہ پر

پھر ایک دفعہ اور "ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں
فرمایا میرے نزدیک مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مانے ایک شخص اگر مسیح اور مہدی ہونیکا
دعویٰ کرتا ہے تو مدعی دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ جھوٹا ہے تب تو اس سے بڑھکر کوئی شریر
نہیں۔ اور اگر وہ سچا ہے تو اسکو نہ ماننے والا خدا تعالیٰ سے جنگ کرتا ہے۔" (دیکھو بدر نمبر ۱ جلد ۱۴
مورخہ ۲۳ - اکتوبر ۱۹۱۳ء)

پھر کلام الامام مندرجہ الحکم نمبر ۲۲ جلد ۱۳ مورخہ ۲۸ - جون ۱۹۰۹ء میں حضرت مولوی صاحب
کے الفاظ میں یوں لکھا ہے کہ "ایک غیر احمدی مولوی نے ہماری دعوت کی یہ غلام محمد امرتسری
بھی ہمارے ساتھ تھے وہ بزبان خود تو پنکھا جھلنے کھڑا ہوگیا اور دوسرے مولوی کو پہلے ہی ہم سے
بحث کرنے کو لاکر ہمارے پاس بٹھا دیا تھا۔ بہت سی باتیں نرمی و محبت کی کرتا رہا کہ ہم تو عیسیٰ کو مرا ہوا
مانتے ہیں اور مرزا صاحب کو بڑا راستباز جانتے ہیں اور بھی سب باتوں کو مانتے ہیں گویا آپکے

مرید ہی ہیں - مولوی صاحب! ذرا یہ چھوٹا سا مسئلہ بتائیے کہ جو مرزا صاحب کو نہ مانے اسکے متعلق
آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ایک طرف موسیٰ علیہ السلام دوسری طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ پھر ایک طرف موسوی مسیح ہے دوسری طرف محمدی مسیح۔ موسیٰ علیہ السلام کے منکروں کو کیا
سمجھنا چاہیئے آپ جانتے ہی ہیں پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کو کیا سمجھنا چاہیئے یہ بھی
آپ کو معلوم ہے۔ اسی طرح موسوی مسیح کے منکر کو بھی جو کچھ سمجھتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں محمدی
مسیح کے منکر کو کیا سمجھیں۔ یہ آپ خود ہی تجویز فرما سکتے ہیں۔ یہ سُنکر اپنے لڑکے سے کہنے لگا

کہیں جواب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں ...... غرض کفر و ایمان کے
اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔ حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت بولتے

تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنیوالے کا نام نبی اللہ رکھا ہے پس
نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ اب آنکے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی بولی میں کفر
انکار ہی کو کہتے ہیں۔ ایک شخص اسلام کو مانتا ہے۔ اس حصہ میں اسکو اپنا قریبی سمجھو جس طرح
یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو اسی طرح یہ مرزا صاحب کا انکار کرکے ہمارے
قریبی ہو سکتے ہیں۔" (دیکھو بدر نمبر ۱ جلد ۱۲ مورخہ ۴ - جولائی سنہ ۱۹۱۲ء)

پھر الفضل نمبر ۵۰ ج مورخہ ۲۷ - مئی سنہ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کا ایک
فتویٰ چھپا ہے وہ بھی مسئلہ کفر کو بالکل صاف کر دیتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے
ہیں " سینکڑوں امور کفر کے ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک کا بھی معتقد ہو تو کافر ہو سکتا
ہے کجا ۹۹ - مثلاً کوئی کہے اللہ کا ماننا لغو ہے یا یہ کہ رسولوں کا اعتقاد بیہودہ ہے تو کیا آپ کو
اسکے کفر میں تردد ہوگا - اسرائیلی مسیح کے وقت مسیح کے منکر یہود اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے
توریت پر ان کا ایمان تھا سب رسولوں کو مانتے تھے سوائے حضرت مسیح کے۔ کیا وہ کافر
تھے یا نہ تھے ؟

ہمارے پاک سردار سید و مولا خاتم الرسل خاتم الانبیاء شفیع یوم الجزاء محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود اور نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کتابوں
فرشتوں کو مانتے ہیں کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں ؟ کافر ہیں ! اگر اسرائیلی مسیح رسول کا

یہ حضرت خلیفۃ اول کا ایک خط ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں چھپ چکا ہے
جسمیں آپ تحریر فرماتے ہیں :-
"میاں صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکے سوالات پر خاکسار کو تعجب

آتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد ہیں پھر آپ کی استعداد کس قدر ہے
جواب دینے کیلئے مخاطب کی حالت اگر معلوم ہو تو مجیب کو بہت آرام ملتا ہے بہرحال
گذارش ہے۔ آپ کفر دون کفر کے قائل معلوم ہوتے ہیں کیونکہ آپنے کفر کے مساوات کا
تذکرہ خط میں بہت فرمایا ہے۔ میاں صاحب! رسولوں میں تفاضل تو ضرور ہے اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم علٰى بعض ابتداء پارہ تیسرا۔
جب رسل میں مساوات نہ رہی تو انکے انکار کی مساوات بھی آپکے طرز پر نہ ہو گی تو آپ
خیال فرمائیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے مسیح کا منکر جس فتوے کا مستحق ہے اس سے بڑھکر
خاتم الانبیاء کے مسیح کا منکر ہے صلوٰۃ اللہ علیھم اجمعین۔ میاں صاحب
اللہ تعالیٰ مومنوں کی طرف سے ارشاد فرماتا ہے کہ ان کا قول ہوتا ہے لا نفرق
بين احد من رسله اور آپنے بلا وجہ یہ تفرقہ نکالا کہ صاحب شریعت
کا منکر کافر ہو سکتا ہے اور غیر صاحب شرع کا منکر کافر نہیں مجھے اس
تفرقہ کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ نیز عرض ہے خلفاء کے منکر پر بھی کفر کا فتویٰ قرآن
مجید میں موجود ہے۔ آیت خلافت جو سورۃ نور میں ہے اسمیں ارشاد الٰہی ہے ومن
کفر بعد ذلك فاولٰئك هم الفسقون اور فاسق کو اللہ تعالیٰ نے

قرار دیا ہے۔ جن دلائل و وجوہ سے ہم لوگ قرآن کریم کو مانتے ہیں انہیں دلایل و وجوہ سے ہمیں مسیح کو ماننا پڑا ہے اگر دلائل کا انکار کریں تو اسلام ہی جاتا ہے۔ آپ اس آیت پر غور فرماویں

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَہٗ وَھُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَھُمْ۔ دلائل کی مساوات پر مدلول کی مساوات کیوں نہیں مانی جاتی کیا آپ کے نزدیک مسلم رسالہ جماعت شریعت

نہیں انکار انکار بھی کفر نہیں ؟ میرے خیال میں میں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے کہ تمام مسادی ہیں۔ کفر دون کفر کے قائل ہیں۔" (نور الدین ۵۔ جولائی ۱۹۰۷ء)

باب ششم

اس باب میں چند اعتراضوں کا مختصراً جواب دیا جاویگا جو خلافت کے مخالفین کی طرف سے مسئلہ کفر کے متعلق ہم پر ہوتے ہیں:۔

پہلا اعتراض جو وہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ میرا انکار کرکے کوئی شخص کافر نہیں ہوجاتا؟ مثلاً وہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے:۔ "میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہوسکتا ہاں ضال اور جادہ صواب

دوسرا یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ایک کلمہ گو کس طرح کافر ہو سکتا ہے اور غیر احمدی مسلمان تمام کلمہ گو ہیں وہ مسیح موعودؑ کے انکار سے کس طرح کافر ہو جائینگے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے ہاں جسکے اندر خود کوئی کفر کی وجہ پیدا ہو جائے اسے کس طرح مومن جان سکتے ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ اگر ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کو کافر کہکر خود کافر ہو جاتا ہے تو کیوں وہ کفر کی کسی اور وجہ کے پیدا ہو جانے سے کافر نہیں ہو سکتا مثال کے طور پر دیکھو زید اور بکر دو کلمہ گو مسلمان ہیں ان میں سے زید بغیر کسی کافی ثبوت کے بکر کو کافر کہتا ہے تو زید بموجب فتویٰ حضرت نبی کریمؐ باوجود

کلمہ گو ہونے کے کافر ہو جائیگا جب زید کو اس کا کلمہ گو ہونا کافر ہو جانے سے بچا نہیں سکتا تو پھر یہ کہنا کہ کلمہ گو کسی صورت میں بھی کافر نہیں ہو سکتا کیسا بیہودہ اور بے معنی مسئلہ ہے۔ اصل ت یہ ہے کہ کلمہ یعنی لا اله الا الله محمد رسول الله ایک اصول کے طور پر ہے اس میں باقی تمام رسول بھی شامل ہیں۔ محمد رسول اللہ کا نام اسواسطے کلمہ میں رکھا گیا ہے کہ وہ تمام رسولوں کے سرتاج ہیں پس وہ جو آپکے کسی ماتحت افسر کا انکار کرتا ہے وہ حقیقت میں میں آپ کا انکار کرتا ہے اس لیئے باوجود زبانی دعویٰ کرنے کے اسکے لیئے یہی کہا جائیگا کہ وہ محمد رسول اللہ کو نہیں مانتا۔ حدیث میں آتا ہے من قال لا اله الا الله دخل الجنة یعنی جس نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ جنت میں جائیگا۔ اب اس فقرہ کے ظاہرہ معنی لیئے جاویں تو نعوذ باللہ ماننا پڑیگا کہ نبی کریمؐ پر ایمان لانا بھی ضروری نہیں ہے صرف

Kalma-tul-Fasal....

خصوصیت نہیں چاہے کوئی رسول شرعی ہو یا غیر شرعی ہندوستان میں آوے یا کسی اور
ملک میں کسی ایک کا انکار کفر ہو جاتا ہے اور اگر یہ کہو کہ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب
میں کیوں لکھا ہے کہ صرف شرعی نبی کا منکر کافر ہوتا ہے کسی اور کا نہیں۔
تو اس کا یہ جواب ہے کہ ہم تو دونوں کو سچا جانتے ہیں۔ قرآن تو خود ذات باری تعالےٰ
کا کلام ہے اور مسیح موعودؑ کا قول بھی اس شخص کا قول ہے جسکو نبی کریمؐ نے حکم کے نام سے

پکارا ہے۔ پس ہم کو چاہیئے کہ کسی نہ کسی طرح ہر دو اقوال کو تطبیق دینے کی کوشش کریں کیونکہ
ہمارے لیئے دونوں واجب القبول ہیں۔ اب اگر ہم غور کریں تو بات مشکل نہیں رہتی بلکہ
بہت جلد حل ہو جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ شرعی نبی اپنے ساتھ احکام لاتا ہے اسلیئے
اس کا انکار براہ راست انسان کو کافر بنا دیتا ہے مگر غیر شرعی نبی کے معاملہ میں یہ بات نہیں بلکہ
وہ اپنے ساتھ کوئی نئے احکام نہیں لاتا اس لیئے اس کا انکار براہ راست انسان کو کافر نہیں بناتا
چونکہ ایسے نبی کا انکار حقیقت میں اس نبی کا انکار ہوتا ہے جس کی شریعت پر وہ لوگوں کو قائم
کرنے کے لیئے مبعوث کیا گیا ہے اس لیئے اسکے منکروں پر کفر کا فتویٰ اسی واسطہ سے عائد ہوتا
ہے یعنی غیر شرعی نبی کا انکار انسان کو بلا واسطہ کافر نہیں بناتا بلکہ بالواسطہ کافر بناتا ہے یہی وجہ
ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ حقیقت میں خود
محمد رسول اللہ کو نہیں مانتا جسکے لیئے میں مبعوث کیا گیا ہوں پس مسیح موعودؑ نے بھی سچ لکھا ہے
کہ صرف شرعی نبی کا انکار کفر ہے اور قرآن کریم بھی سچ کہتا ہے کہ ہر ایک نبی کا انکار کفر ہے۔
مسیح موعودؑ کا کلام تو اس طرح سچا ہے کہ وہ جسکے انکار سے بلا واسطہ انسان کافر ہو جاتا ہے

67

پانچواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریمؐ کے بعد مرزا صاحب بھی ایسے نبی
ہیں کہ ان کا ماننا ضروری ہے تو پھر مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان کسی حق کا انکار کرتا ہے تو اسکی عقل ماری جاتی
ہے اور وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے کہ ایک بچہ بھی انہیں سُنکر ہنسے۔ اب یہ کیسی بیوقوفی
کی بات ہے کہ مرزا صاحب کا ماننا اگر ضروری ہے تو ان کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے۔ غالباً

معترض کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس غرض سے رکھا
گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں تبھی تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی ہے
تو اس کا کلمہ بناؤ۔ نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا
ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود
اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعودؑ
کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے
تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح
موعودؑ کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی
لہٰذا مسیح موعودؑ کے آنے سے نعوذ باللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ
باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں
داخل ہونے کے لیئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد نے محمد رسول اللہ کے
مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ علاوہ اسکے اگر ہم بفرض محال یہ بات

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ سورۃ بقر کے پہلے رکوع میں متقی کی شان میں

آتا ہے والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف نبی کریم اور آپ کے پہلے انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے بعد میں آنیوالے پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں تو رسولوں کا ذکر نہیں بلکہ الہام الٰہی اور کتب کا ذکر ہے جیسے ما انزل الیک وما انزل من قبلک سے ظاہر ہے اب چونکہ نبی کریم کے بعد کوئی نئی وحی شریعت نہیں اس لیئے آپ کے بعد کے زمانہ کا ذکر ضروری نہ تھا۔ اسی وجہ سے اسے چھوڑا گیا۔ ہاں چونکہ ہمارے لیئے ما انزل الیک وما انزل من قبلک پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اسلئے [illegible]ن ہے کہ دیکھیں کہ ما انزل الیک اور ما انزل من قبلک میں کیا تعلیم دیگئی ہے۔ اب ما انزل الیک یعنی قرآن میں ہم لکھا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو سارے نبیوں کو ماننا ضروری نہیں سمجھتے اور بعض کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں وہ پکے کافر ہیں۔ دوسرے معترض کو اتنا تو غور کرنا چاہیئے تھا کہ قرآن کریم کی آیت لا نفرق بین احد من رسلہ ایک اصول کے رنگ پر ہے۔ اگر صحابہ کرام میں سے کسی ایک کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا تھا تو اسکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ میں نبی کریم اور آپ سے پہلے گذرے ہوئے تمام انبیاء کو مانتا ہوں لیکن

مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ علاوہ اسکے اگر ہم بفرض محال یہ بات
مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لیئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں
تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود
نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز
من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای اور یہ اس لیئے ہے
کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ
آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت
اسلام کے لیئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت
نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ فتدبروا

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل
کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
گذر چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں متقی کی شان میں

آتا ہے والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ
ھم یوقنون۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف نبی کریم اور آپکے پہلے انبیاء پر ایمان لانا ضروری
ہے بعد میں آنیوالے پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں تو
رسولوں کا ذکر نہیں بلکہ الہام الٰہی اور کتب کا ذکر ہے جیسے ما انزل الیک وما انزل

ہے پھر شاید معترض کی اس طرف نظر نہیں گئی کہ وما انزل من قبلک کے آگے و بالآخرۃ ھم یوقنون بھی لکھا ہوا ہے۔ یہاں یوم الآخرۃ کا لفظ تو نہیں ہے کہ ہم جزا و سزا کے دن کے معنی کریں بلکہ اس سے نبی کریمؐ کے بعد نازل ہونے والا الہام مراد ہے کیونکہ یہاں الہامات کا ہی ذکر ہے پس ہم کہتے ہیں کہ وہی مسیح موعودؑ ہے اور یہ معنی ہمنے اپنے پاس سے نہیں کیئے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے آخرت سے اپنی وحی مراد لی ہے اور حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی جو پہلا پارہ باترجمہ چھپوایا تھا اس میں آخرۃ سے مراد مسیح موعودؑ کا الہام لیا ہے۔ غرض معترض خواہ ہزار سر پیٹے اب مسیح موعودؑ کے ماننے کے بغیر تو نجات نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ آسمانی نوروں میں سے آخری نور ہے اور اسکے بغیر سب تاریکی ہے۔

پھر ساتواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مسیح موعودؑ تو آنحضرتؐ کا ایک خلیفہ تھا اس لیئے اس کا منکر تو فاسق ہوا نہ کہ کافر۔

تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ غیر احمدیوں کے ڈر سے تمہارا خون خشک ہوتا ہے تم بھلا ان کو فاسق کیوں کہنے لگے۔ اچھا اگر کچھ ہمت ہے اور یہ قول تمہارا نفاق پر مبنی نہیں تو اپنے [illegible]یں موٹے الفاظ میں یہ چھپوا دو کہ چونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ کا خلیفہ ہے اس لیئے ہم تمام غیر احمدیوں کو بموجب قرآن کریم کی تعلیم کے فاسق سمجھتے ہیں تب ہم مان لیں گے کہ آپکا یہ قول کہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ کا چونکہ خلیفہ ہے اس لیئے اس کا منکر کافر نہیں بلکہ فاسق ہے نفاق پر مبنی نہیں ورنہ عورتوں کی طرح اپنے گھروں کی چار دیواری میں بیٹھکر باتیں بنانے کے ہم قائل نہیں۔ اگر ہمت ہے تو مرد میدان بنو اور اپنے فتویٰ کو شائع کرو ورنہ ہم سمجھ لینگے کہ آپ لوگ مسیح موعودؑ کو آنحضرتؐ کا خلیفہ بھی نہیں مانتے۔ میں اس بات پر علیٰ وجہ البصیرۃ قائم ہوں

خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا جنہوں نے میرے آنے کی پیشگوئی کی اسی طرح وہ عبارت بھی جس پر
معترض کو دھوکا لگا ہے درحقیقت اسی مطلب کے لیئے ہے چنانچہ اصل عبارت کو دیکھنے سے
سب معاملہ صاف ہو جائیگا۔ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو انکو چاہیئے
کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں
کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں انکو مسلمان سمجھ لونگا۔
بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب
نہ ہوں" (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

یہ ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ جو ہمارے سامنے بار بار پیش کیئے جاتے ہیں اور
کہا جاتا ہے کہ اس تحریر میں آپ نے اس بات کی امکان ضرور رکھی ہے کہ ایک شخص آپ کا انکار
کر کے بھی مسلمان رہ سکتا ہے۔ مگر معترض نے غور نہیں کیا کہ یہ بات تعلیق بالمحال کے
طور پر ہے جس طرح قرآن میں بھی آتا ہے قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول
العابدین یعنی کہو کہ اگر کوئی رحمٰن کا بیٹا ہے تو میں اس کا سب سے پہلا عبادت کرنیوالا ہوں
کیا اس تحریر کو پیش کر کے ہم سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امکان تو اس بات کا ضرور
رکھا ہے کہ رحمٰن کا لڑکا ہو سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں کیونکہ یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا
ہے کہ نہ خدا کا بیٹا ثابت ہو سکیگا اور نہ میں اسکی عبادت کرونگا۔ اسی طرح حضرت مسیح
موعودؑ نے تعلیق بالمحال کے طور پر اس بات کو پیش کیا ہے کہ اگر کوئی شخص غیر احمدیوں
میں سے ہمارے مکفر مولویوں کے نام لیکر اشتہار کے ذریعہ ان کے کافر ہونیکا اعلان

آٹھواں اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ واقعی ہر ایک ایسے شخص کو کافر سمجھتے تھے جس نے آپ کو قبول نہیں کیا تو پھر آپ نے یہ کیوں لکھا کہ اگر میرے مخالف ان مولویوں کو کافر کہدیں جنہوں نے مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے تو میں انکو مسلمان سمجھ لونگا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف مسیح موعودؑ کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا بلکہ ایک ایسی صورت بھی نکل سکتی ہے جس میں انسان مسیح موعودؑ کو قبول بھی نہ کرے اور پھر حقیقی مسلمان بھی رہے

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال قلتِ تدبّر کا نتیجہ ہے ورنہ بات بالکل صاف ہے۔ اور وہ یہ کہ اصل عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ کا وہی ہے جو آپ نے اپنے الہام کی بنا پر عبدالحکیم خان کو لکھا اور باقی جو کچھ ہے وہ اس الہام کے ثبوت میں ہے۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کے خلاف بات کہنی شروع کر دیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی تمام عبارتوں کو آپ کے الہام کی تشریح قرار دیں کیونکہ الہام ایک محکم آیت کی صورت میں ہے پس میں تو یہی کہوں گا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مختلف طریقوں میں اپنے الہام کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور دلائل کے طور پر کئی باتوں کو پیش کیا ہے مثلاً یہ کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ حقیقت میں مجھ کو کافر قرار دیتا ہے اس لئے خود کافر بنتا ہے یا یہ کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ حقیقت میں

خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا جنہوں نے میرے آنے کی پیشگوئی کی اسی طرح وہ عبارت بھی جس پر معترض کو دھوکا لگا ہے درحقیقت اسی مطلب کے لئے ہے چنانچہ اصل عبارت کو دیکھنے سے سب معاملہ صاف ہو جائیگا۔ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

کرتا ایسا شخص یقیناً منافق ہے اور صرف زبانی دعویٰ کرتا ہے ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب تو یہ کہیں کہ میری بیعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک شخص پر ضروری ہے اور وہ باوجود آپ کو راستباز جاننے اور آپکے نشانات اور الہامات پر ایمان لانے کے آپ کی بیعت میں داخل نہ ہو۔ اسلئے اگر کوئی شخص ایسا اشتہار دے بھی دے جس میں حضرت صاحب کے مکفرین کو کافر لکھا گیا ہو اور یہ بھی اعلان کرے کہ مَیں حضرت مرزا صاحب کو راستباز مسلمان سمجھتا ہوں اور آپکے نشانات پر ایمان لاتا ہوں لیکن بیعت نہ کرے تو تب بھی ہم اسکو مسلمان نہیں کہیں گے کیونکہ وہ منافق ہے اور صرف زبان سے دعویٰ کرتا ہے۔ پس حضرت صاحب نے تو ایک محال بات پیش کر کے مخالفین پر حجت قائم کی ہے نہ کہ انکے لیئے راستہ کھولا ہے۔ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ شرائط کو پڑھکر اندر ہی اندر بہت لطف اُٹھاتا ہوں کہ آپنے ایسی شرائط رکھدی ہیں جن کا لازمی نتیجہ بیعت کرنا ہے۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ مکفرین کو کافر کہکر غیروں سے قطع تعلق کرے اور حضرت مسیح موعودؑ کو سچا مسلمان سمجھ کر آپسے ایک گونہ تعلق پیدا کرے یہ پہلا زینہ ہے جو غیر احمدیت سے احمدیت کی طرف انسان کو لیجاتا ہے دوسری شرط حضرت صاحب نے یہ رکھی ہے کہ خدا کے ان کھلے کھلے نشانات پر ایمان لائے جو اس نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ دوسرا زینہ ہے جو مخالف کو غیروں سے قطعی طور پر الگ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے پاس لا کھڑا کرتا ہے۔ تیسری شرط حضرت صاحب نے یہ رکھی ہے کہ ان تمام باتوں میں نفاق ہرگز نہ ہو بلکہ یہ سب کچھ دل کے ایمان سے کرے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص باوجود اس دعویٰ کے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے نشانات پر ایمان لاتا ہے آپ کی بیعت میں داخل نہیں تو وہ منافق ہے صرف زبانی دعویٰ کرتا ہے پس اب یہ تیسرا زینہ ہو گا جو انسان کو مجبور کر یگا کہ آگے بڑھکر مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدے [illegible]

حکومت کے لیئے ہیں شلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چور کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لیئے فرض ہے مگر زانی کو سنگسار کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس اصل کے ماتحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاوے تو سارے جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ نماز الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لیئے اسپر عملدرآمد کا حکم دیا گیا یہی حال جنازوں اور رشتے اور ناطوں کا ہے لیکن وراثت اور نکاح فسخ ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لیئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ انکے متعلق بھی حکم جاری فرماتے بس مسئلہ وراثت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے جو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق فیصلہ نہیں فرمایا تو اسکو پیش کیا جاوے ورنہ یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی مسائل کسے جائز رکھے گئے ہیں ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ فتدبروا

بارھواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو عبدالحکیم کو خط لکھا ہے اس میں آپنے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے تجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر

نہیں ہیں جن کو مسیح موعودؑ کی دعوت نہیں پہنچی۔

سو اسکے **جواب** میں گذارش ہے کہ اوّل تو معترض نے دعوت پہنچنے کا مطلب ہی نہیں سمجھا

Kalma-tul-Fasal....

کیونکہ ہم لوگوں کے دلوں سے واقف نہیں ہاں چونکہ کفر اور ایمان ظاہری حالت سے متعلق ہے اسلئے اِسکے متعلق ہم کو علم ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر دیکھو دنیا میں لاکھوں ایسے آدمی ہونگے جنہوں نے عمر بھر نبی کریمؐ کا نام نہ سنا ہوگا تو کیا ہم ایسے لوگوں کو مسلمان جانیں گے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ کفار کے زمرہ میں ہی شمار ہونگے لیکن ہاں وہ قابل مواخذہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان تک ابھی نبی کریمؐ کی دعوت نہیں پہنچی۔ اسی طرح بیشک دنیا میں بلکہ خود ہندوستان میں ہزاروں ایسے لوگ ہوں گے جن تک مسیح موعودؑ کا نام نہیں پہنچا لیکن جب تک وہ مسیح موعودؑ کی جماعت میں داخل ہو جائیں منکرین کے گروہ میں ہی شامل سمجھے جائیں گے کیونکہ حسب تعلیم قرآن مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خدا کے سارے رسولوں پر ایمان لاوے پس وہ جو ابھی تک خدا کے مرسل پر ایمان نہیں لایا خواہ عدم علم کی وجہ سے ہی ہو کس طرح مومن اور مسلمان کہلا سکتا ہے؟ اس حقیقت کو خود حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۰ پر اپنے کافروں اور نبی کریمؐ کے کافروں کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

”اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت

ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔“

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تحریر تمام جھگڑے کا فیصلہ کر دیتی ہے کسی مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔

82

قرآن شریف اُتارا جاوے۔ معترض کو چاہیئے کہ بعثت ماموریں کی ا[illegible] غرض پر غور کرے کیونکہ
یہ دعویٰ قلت تدبّر کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ لا مذہب ہیں اسلئے

له حاشیہ اسجگہ موسیٰ اور انکے بعد کے انبیاءؑ کا ذکر ہے۔ منہ

یہاں کے مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی پیدا ہوگیا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو بڑا بزرگ مانتے ہیں
اور کہ مرزا صاحب نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے بلکہ بعض تو یہاں تک کہنے لگ گئے ہیں کہ ہم مرزا صاحب
کو اس صدی کا مجدد ماننے کے لئے تیار ہیں مگر مسیح موعودؑ کا دعویٰ نہیں مانتے ایسے لوگ یا تو لا مذہب
ہیں اور یا منافق۔ کیونکہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کو ایک طرف تو مجدد مان لیا جاوے
اور دوسری طرف انکو مسیح موعودؑ کے دعویٰ میں مفتری علی اللہ سمجھا جاوے۔ ظلمت اور نور جمع نہیں
ہو سکتے اگر مرزا سچا ہے اور مسلمان ہے تو وہ اپنے تمام دعاوی میں صادق ہے ورنہ وہ نعوذ باللہ
مفتری علی اللہ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ دو ہی راہیں ہیں۔ یا تو مرزا صاحب کو مسیح موعودؑ
مان کر انکی بیعت میں داخل ہونا چاہیئے اور یا پھر ان کو مفتری علی اللہ قرار دیکر کافر سمجھا جاوے۔ تیسری
راہ تو کوئی ہے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ جو مجھے نہیں
مانتا وہ مجھے مفتری علی اللہ قرار دیکر کافر ٹھہراتا ہے۔ فتدبّروا

پس اب ہم کس طرح مان لیں کہ ایک ملہم ربانی کو مفتری علی اللہ قرار دینے والا مسلمان رہ سکتا
ہے جبکہ ہم قرآن میں پڑھتے ہیں کہ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب
بآیٰتہ۔ ہم کس طرح مان لیں کہ ایک معمولی مومن کے ایمان کا انکار کرنے والا تو کافر ہے لیکن
ایک نبی کی نبوت اور ایک ملہم کی ماموریت کا منکر مسلمان کا مسلمان۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔

کاش ہمارے مخالف اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تاویل
طلب الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین یعنی
مرسلین کے بھیجنے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور نہ ماننے
والوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں پس جب مامورین کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر
ہوتی ہے تو شرعی اور غیر شرعی کا سوال ہی بیجا ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر نبی کریمؐ کے بعد کسی اور کے آنے
کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریمؐ نے مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا اور اس کے انکار کرنے
والوں کو یہودی اور نصاری ٹھہرایا۔ اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی
سب سے پہلے خود نبی کریمؐ سے سرزد ہوئی نعوذ باللہ من ذلک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد
ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس پر ایمان لانا ضروری نہیں دنیا کو عذابوں سے بھر دیا۔ مجھے
تعجب پر تعجب آتا ہے کہ نبی کریمؐ تو یہ فرماویں کہ ایک وقت میری اُمت پر ایسا آئیگا کہ ان کے درمیان سے
قرآن اُٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اُتریگا لیکن ہم کو یہ کہا
جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے
اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔
اسی لیئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر
قرآن شریف اُتارا جاوے۔ معترض کو چاہیئے کہ بعثت مامورین کی اصل غرض پر غور کرے کیونکہ
یہ دعوٰی قلت تدبر کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ لا مذہب ہیں اسلیئے

ؔ حاشیہ اسجگہ موسیٰ اور انکے بعد کے انبیاءؑ کا ذکر ہے۔ منہ

کلمۃ الفصل

بالہتہ۔ ہم کس طرح مان لیں کہ ایک معمولی مومن کے ایمان کا انکار کرنے والا تو کافر ہے لیکن ایک نبی کی نبوت اور ایک ماموٗر کی ماموریت کا منکر مسلمان کا مسلمان۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔

پھر ہم کس طرح مان لیں کہ اس شخص کا ماننا غیر ضروری ہے جسکے متعلق تمام نبی خبریں دیتے آئے ہیں کہ اسکے زمانہ میں شیطان اور رحمان کی آخری جنگ ہوگی۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ اس شخص کے انکار سے بھی آدمی مسلمان ہی رہتا ہے جسکی آمد کو خداوند کریم نے خود نبی کریمؐ کی آمد قرار دیا ہے جیساکہ آیت و اٰخرین منھم سے ظاہر ہے۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کے ماننے کے بغیر نجات نہ ہو مگر تاہم اس کا ماننا جزو ایمان نہ ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کے انکار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا پر عذاب پر عذاب نازل کرے لیکن اس شخص کا ماننا غیر ضروری ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ خدا تو ایک شخص کو کہے کہ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی لیکن وہ شخص ایسا معمولی ہو کہ اس کا ماننا اور نہ ماننا قریباً قریباً برابر ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کے انکار سے انسان یہودی بنکر

مغضوب علیہم بنجاوے لیکن اسکو ماننا ایمانیات میں سے نہ ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص پکار پکار کر کہے ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے۔ لیکن مریم کا منکر تو کافر ہو اور غلام احمدؐ کا منکر کافر نہ ہو۔ اور پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بار بار اپنے الہام میں رسول اور نبی کہکر پکارے لیکن وہ لا نفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل میں شامل نہ ہو۔ اور اسکا منکر اُولٰئک ھم الکافرون حقاً سے باہر ہو۔

یہ تمام باتیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ ہم ضد کی وجہ سے کوئی

Kalma-tul-Fasal....

جناب مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق علم لوگوں کو اس لیئے دھوکا لگا ہے کہ کفر اور اسلام کے معنوں کو ایک تنگ دائرہ میں محدود کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ الفاظ اپنے اندر وسعت رکھتے ہیں۔ اور اسکے آگے چلکر لکھتے ہیں کہ "اسلام مان لینے کا نام ہے اور کفر انکار کر دینے کا۔ اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الٰہی ہے پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے وہ اسلام میں آجاتا ہے۔" (دیکھو رسالہ صفحہ ۳)

سو اسکے جواب میں گذارش ہے کہ بیشک یہ درست ہے کہ کفر اور اسلام کے الفاظ کے معانی میں وسعت ہے مگر اس وسعت کی بھی آخر کوئی حد ہونی چاہیئے۔ مولوی صاحب سنئے

الفاظ دو قسم کے معنی اپنے اندر رکھتے ہیں ایک لغوی معنی دوسرے اصطلاحی۔ لغوی معنوں کا فیصلہ تو لغت کرتی ہے مگر اصطلاحی معنوں کے لیئے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ کس علم کی اصطلاح مقصود ہے اگر کسی لفظ کے معنی علم طبابت میں دیکھنے ہونگے تو کسی طبیب سے پوچھا جائیگا اگر قانون کی اصطلاح دریافت کرنی ہوگی تو فیصلہ کے لیئے کسی وکیل کو چنا جائیگا اور اگر علم ریاضی کی کوئی اصطلاح ہو تو اسکے معنی ریاضی دان سے دریافت کیئے جائیں گے۔ غرض کسی لفظ کے اصطلاحی معنی کرنیکا ہر ایک شخص مجاز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو اس علم کا اُستاد ہے۔ اب اس بات کو سمجھ لینے کے بعد کفر کے لفظ کو لو۔ اس لفظ کے بھی دو ہی معنی ہونگے ایک لغوی معنی اور ایک اصطلاحی معنی۔ لغوی معنوں کا تو لغت فیصلہ کریگی لیکن اصطلاحی معنوں کے لیئے قرآن کریم اور حدیث کو دیکھنا ہوگا اب جب ہم لغت کو دیکھتے ہیں تو کفر کے معنی صرف انکار کے ہیں اور مولوی صاحب موصوف نے بھی ان معنوں کو تسلیم کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "کفر انکار کا نام ہے"۔ پس لغوی معنوں

86

جناب مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ کفر و اسلام پر ایک سرسری نظر

جناب مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق عام لوگوں کو اس لیئے دھوکا لگا ہے کہ کفر اور اسلام کے معنوں کو ایک تنگ دائرہ میں محدود کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ الفاظ اپنے اندر وسعت رکھتے ہیں۔ اور اسکے آگے چلکر لکھتے ہیں کہ "اسلام مان لینے کا نام ہے اور کفر انکار کر دینے کا۔ اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الٰہی ہے پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے وہ اسلام میں آجاتا ہے۔" (دیکھو رسالہ صفحہ ۳)

سو اسکے جواب میں گذارش ہے کہ بیشک یہ درست ہے کہ کفر اور اسلام کے الفاظ کے معانی میں وسعت ہے مگر اس وسعت کی بھی آخر کوئی حد ہونی چاہیئے۔ مولوی صاحب سنئے

الفاظ دو قسم کے معنی اپنے اندر رکھتے ہیں ایک لغوی معنی اور ایک اصطلاحی۔ لغوی معنوں کا فیصلہ تو لغت کرتی ہے مگر اصطلاحی معنوں کے لیئے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ کس علم کی اصطلاح مقصود ہے اگر کسی لفظ کے معنی علم طبابت میں دیکھنے ہونگے تو کسی طبیب سے پوچھا جائیگا اگر قانون کی اصطلاح دریافت کرنی ہوگی تو فیصلہ کے لیئے کسی وکیل کو چنا جائیگا اور اگر علم ریاضی کی کوئی اصطلاح ہو تو اسکے معنی ریاضی دان سے دریافت کیئے جائیں گے۔ غرض کسی لفظ کے اصطلاحی معنی کرنیکا ہر ایک شخص مجاز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو اس علم کا اُستاد ہے۔ اب اس بات کو سمجھ لینے کے بعد کفر کے لفظ کو لو۔ اس لفظ کے بھی دو ہی معنی ہونگے ایک لغوی معنی اور ایک اصطلاحی معنی۔ لغوی معنوں کا تو لغت فیصلہ کریگی لیکن اصطلاحی معنوں کے لیئے قرآن کریم اور حدیث کو دیکھنا ہوگا

لیکن اصطلاح اسلام میں کفر کے معنی اتنے وسیع نہیں رہتے بلکہ ایک دائرہ کے اندر محدود
ہو جاتے ہیں جیسا کہ عام اصطلاحات کا قاعدہ ہے۔ لفظ کفر کے اصطلاحی معنی جو قرآن نے کیئے
ہیں وہ یہ ہیں۔ چھٹے پارہ کے شروع میں آتا ہے ان الذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ
ویریدون ان یفرقوا بین اللّٰہ ورسلہ و یقولون نؤمن ببعض ونکفر
ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا اُولٰٓئک ھم الکافرون
حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے
رسولوں کا انکار کرتے ہیں یا چاہتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ کو مان لیں
اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور
چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں وہی لوگ حقیقی کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے
لیئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ جلشانہ نے کفر کے اصطلاحی

معنی بتلائے ہیں جیسا کہ لفظ حقًا ظاہر کر رہا ہے۔ پس اب معاملہ بالکل صاف ہے شریعت اسلام میں
کفر کے یہ معنی ہوئے کہ یا اللہ کا انکار کیا جائے اور یا اللہ کے رسولوں کا اور یا اللہ کو مان لیا جائے
اور رسولوں کو نہ مانا جاوے اور یا بعض رسولوں کو مانا جاوے اور بعض کا انکار کر دیا جاوے
ہاں ایک سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ یہ کس طرح پتہ لگے کہ کسی عبارت میں کفر لغوی معنوں
میں آیا ہے یا اصطلاحی معنوں میں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لغت کی کتابوں میں جب کفر کا
لفظ آئیگا تو اسکے لغوی معنی کیئے جائینگے لیکن جب خدا اور اسکے رسول کے کلام میں اس کا
استعمال ہوگا تو اصطلاحی معنی کیئے جاویں گے۔ ہاں شریعت اسلام کی کتابیں چونکہ عربی میں
ہیں اور کفر کا لفظ عربی زبان سے تعلق رکھتا ہے اس لیئے بعض اوقات ان میں بھی یہ لفظ
لغوی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے مگر ایسی صورتوں میں اسکے ساتھ کسی واضح قرینہ کا ہونا
ضروری ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے من یکفر بالطاغوت اسجگہ کفر سے مراد لغوی کفر

پھر اپنے رسالہ کے صفحہ ۵۴ پر مولوی محمد علیصاحب لکھتے ہیں :- "مسیح موعودؑ کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے مگر وہ دائرہ اسلام سے اسوقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے" اگر مولوی صاحب موصوف کا واقعی یہی اعتقاد ہے تو پھر ان کے نزدیک یہ فقرہ بھی درست ہونا چاہیئے کہ :-

"نبی کریمؐ کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے مگر وہ دائرہ اسلام سے اسوقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک کہ لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

تُف ہے ایسے اسلام پر جس کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس میں وہ خبیث روحیں بھی شامل ہیں جن کا کام ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دن رات گالیاں نکالنا ہے اور جو قرآن کو انسان کا کلام اور محمدؐ کی مفتریات خیال کرتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک

مولویصاحب نے اپنے رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے بعض حوالجات بھی نقل کیئے ہیں لیکن میں چونکہ ان کے متعلق باب دوم میں کافی بحث کر آیا ہوں اس لیئے اس جگہ ان کے متعلق لکھنا تضیع وقت کے سوا کچھ نہیں۔

پھر مولوی صاحب نے اپنے رسالہ کے آخر میں اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت خلیفۃ اولؓ کفر و اسلام کے مسئلہ میں ان (یعنی مولوی محمد علی صاحب) کے ہم عقیدہ تھے۔ مجھے ضرورت نہیں کہ اس بات کے متعلق کچھ بحث کروں کیوں کہ میں باب پنجم میں حضرت خلیفۃ اولؓ کے عقیدہ کے متعلق کافی سے زیادہ لکھ آیا ہوں

وہ باب پڑھ لیا جاوے انشاءاللہ ساری حقیقت کھل جائیگی - پھر میں کہتا ہوں کہ اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جاوے کہ حضرت خلیفۃ اولؓ کا یہی خیال تھا جو مولوی محمد علی صاحب نے ظاہر کیا ہے تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ حضرت خلیفہ اولؓ مامور نہیں تھے کہ عقیدہ میں ان کا فیصلہ ہمارے لیئے حجت ہو۔ ہمارے لیئے اگر محمد رسول اللہ

کے ہم عقیدہ تھے۔ مجھے ضرورت نہیں کہ اس بات کے متعلق کچھ بحث کروں کیوں کہ
مَیں باب پنجم میں حضرت خلیفۃ اولؓ کے عقیدہ کے متعلق کافی سے زیادہ لکھ آیا ہوں

وہ باب پڑھ لیا جاوے انشاءاللہ ساری حقیقت کھل جائیگی۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جاوے کہ حضرت خلیفۃ اولؓ کا یہی خیال تھا جو مولوی محمد علی صاحب نے ظاہر کیا ہے تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ حضرت خلیفہ اولؓ مامور نہیں تھے کہ عقائد میں ان کا فیصلہ ہمارے لیئے حجت ہو۔ ہمارے لیئے اگر محمد رسول اللہ کے بعد کسی کا فیصلہ حجت ہوسکتا ہے تو وہ مسیح موعودؑ ہی ہے کیونکہ وہ خدا کا ایک رسول ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو حَکَم قرار دیا ہے۔ فتدبر و

مَیں آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو خیالات اپنے اس رسالہ میں ظاہر کیئے ہیں وہ بعینہٖ وہی خیالات ہیں جو عبدالحکیم خاں کے لیئے ارتداد کا باعث ہوئے۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب موصوف نے اس نظیر سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے۔

خاکسار

میرزا بشیر احمد

۷۔ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ